حصار محبت

سمیرا

پاکستانی پوائنٹ ڈاٹ کام

حصارِ محبت

سمیرا

کتابی شکل: پاکستانی پوائنٹ ڈاٹ کام

پاکستانی پوائنٹ کوئی تجارتی ویب سائٹ نہیں ہے یہاں پر موجود تمام ناولز بالکل مفت ہیں۔ اس مشن کا مقصد صرف اردو ادب کی خدمت کرنا ہے تاکہ وہ لوگ جو وطن سے دور ہیں اور اردو کتب حاصل نہیں کر سکتے، وہ یہاں سے ڈاؤنلوڈ کر لیں۔ اگر آپ اردو لکھنا جانتے ہیں تو آپ بھی روز کا ایک صفحہ کمپوز کر کے اس مشن کا حصہ بن سکتے ہیں۔ مزید معلومات کے لئے، سُپر موڈز: زندگی، بسمہ، حسیب یا مینجمنٹ وقار سے رابطہ کریں، شکریہ

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

حصارِ محبت

گاڑی کو ایک جھٹکا لگا تھا' وہ ایک دم ہڑبڑا کر سیدھی ہوئی تھی۔شام کے گہرے سائے پہاڑیوں کی چوٹیوں سے جھانک رہے تھے۔آنکھیں ملتے اس نے سامنے دیکھا۔باوردی ڈرائیور گاڑی چلا رہا تھا' جبکہ اس کے ساتھ بیٹھا موسیٰ منیر دھیمے سروں میں گاڑی کے سناٹے میں گونجتی آواز کا ساتھ دے رہا تھا۔

ہم تیرے شہر میں آئے ہیں مسافر کی طرح
صرف اک بار ملاقات کا موقع دے دے

منتہیٰ نور کو اپنی اعصاب جھنجناتے محسوس ہوئے۔

یہ انداز... یہ غزل... یہ الفاظ!

یہ دلفریب پرسوز آواز اس کے اندر گہری چوٹ لگانے کو کافی تھی۔

میری منزل ہے کہاں' میرا ٹھکانا ہے کہاں

صبح تک تجھ سے بچھڑ کے مجھے جانا ہے کہاں

سوچنے کے لیے اک رات کاموقع دے دے

اس کے اعصاب پر سب سے بھاری موسیٰ کی آواز تھی۔جیسے مذاق اڑاتی ہوئی... تضحیک کرتی ہوئی ہو۔

"ایسا بھی کیا خاص ہے اس غزل میں ... عام سی تو ہے۔"

اس کے دماغ کے گوشے میں جھنجناتی آواز گونجی تھی۔

"موسیٰ منیر! تم جیسے انسان جو اوروں کو جوتے کی نوک پر رکھیں وہ کیا جانیں ہیں کہ شاعری اور احساسات کیا ہیں؟ یہ عام سی غزل ہے یا خاص ... تمہیں کیا تکلیف ہے؟ جائو اپنا کام کرو۔"

منتھیٰ نور کو اپنا ہی طنزیہ لہجہ سنائی دیا تو اس نے ہونٹ چبالیے۔

"اتنے بڑے دعوے مت کرو منتھیٰ نور کہ خود ہی منہ کے بل گر پڑو۔"

اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہتا موسیٰ منیر صاف اس کی تضحیک کرگیاتھا۔اوراس کا بس نہیں چل رہاتھا کہ سامنے کھڑے شخص کا منہ نوچ دے۔

اپنی آنکھوں میں چھپا رکھے ہیں جگنومیں نے

اپنی پلکوں پہ سجا رکھے ہیں آنسو میں نے

میری آنکھوں کو بھی برسات کا موقع دے دے

خیالات کی تکلیف دہ لہر اسے مکمل طور پر بھگو گئی تھی۔نجانے کیا کچھ یاد آیاتھا' آنکھیں بھیگتی چلی گئی تھیں۔

"اور تم خود... خود کو سمجھتے کیا ہو؟ طاقت کے زور پر عورت کوزیر کرنے والے۔ایک سطحی جذبات کے مارے انسان کے علاوہ اور ہو کیا تم ... ایک شکی اور منتقم المزاج انسان؟" نفرت ہی نفرت تھی اس کے لہجے میں۔

رات کے وقت جب سب اپنے اپنے کمروں میں محو خواب تھے تو دونوں اپنے کمرے میں جنگ وجدل کی حالت میں تھے۔

"بکواس بند کرو۔" چیختا چنگھاڑتا لہجہ اسے ایک پل کو خاموش کرواگیا تھا۔رات کی تاریکی میں یہ لہجہ اسے سہما گیا تھا۔"میں تھوکتا بھی نہیں ہوں تم پر.... مگر تم نے دوسروں کے ساتھ مل کر میری زندگی کو جہنم بنانے کا جو کھیل کھیلا ہے اس کی سزا بہت تکلیف دہ ہے' ساری عمر تمہیں اپنی اس غلطی کا خمیازہ بھگتنا ہوگا۔مجھ سے شادی کی سزا تمہیں بھگتنا ہوگی۔" اس کے بازو کو اپنی وحشی گرفت میں جکڑے اس نے ایک پل میں اپنا اصل روپ دکھایا تھا۔گزری رات کی تکلیف دہ باتوں اور وحشت بھری ساعتوں کو یاد کرتے منتہیٰ نور کی

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

آنکھوں میں نمی آتی چلی گئی تھی۔گاڑی میں گونجتی آواز اس کے اعصاب پر بڑی بھاری تھی۔لبوں کو کچلتے وہ باہر رخ پھیر گئی۔

کھڑکیوں سے باہر سرمئی پہاڑیاں شام میں اور بھی پراسرار دکھائی دے رہی تھیں۔

آج کی رات میرا درد محبت سن لے

کپکپاتے ہوئے ہونٹوں کی شکایت سن لے

آج اظہار خیالات کاموقع دے دے

ہم تیرے شہر میں آئے ہیں مسافر کی طرح

بھیگتی پلکوں کو لیے بڑے ضبط سے اندر کی طغیانی کو اپنے اندر ہی ہمیشہ کی طرح اتارنے کی کوشش میں وہ بری طرح ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوگئی تھی۔

بھولنا تھا تو یہ اقرار کیا ہی کیوں تھا؟

بے وفا تونے مجھے پیار کیا ہی کیوں تھا؟

صرف دوچار سوالات کاموقع دے دے

ہم تیرے شہر میں آئے ہیں مسافر کی طرح

یہ شخص اس کی سب سے بڑی آزمائش تھا' جس سے اس نے بلاکی نفرت کی تھی ' ساری عمر توا نکار کرتے گزاری تھی مگر آج اس کے ساتھ اتنا طویل سفر کرنے پر مجبور تھی۔

اپنی بے بسی پر وہ خود ہی متاسف تھی۔وہ کبھی اس شخص کے سامنے مجبور نہ ہوئی تھی۔اینٹ کا جواب ہمیشہ پتھر سے دیاتھا۔آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر للکاراتھا۔

اپنی ذات کے مکمل مان وغرور سمیت اسے بارہا دھتکارا تھا مگر اب ...!

غزل دوبارہ ریوائنڈ کی جارہی تھی۔ضبط کی کوشش میں وہ چیخ کر رہ گئی تھی۔ صبر کی انتہا تھی یا چوٹ دل پر لگی تھی۔ان الفاظ نے اسے بکھیر کر رکھ دیا تھا۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"ڈرائیور! یہ ٹیپ بند کرو۔" چٹختا ہوا اعصاب شکن لہجہ نہایت غصیلا تھا۔ ڈرائیور اور موسیٰ نے فوراً پلٹ کر دیکھا تھا۔"میرے سرمیں بہت درد ہو رہا ہے۔بند کرو اس کو۔" موسیٰ نے بغور جائزہ لیا۔بھیگی پلکوں کی نمی صاف دکھائی دی۔ناراض سے لہجے پر کچھ کہنے کو لب واکیے مگر پھر لب بھینچ لیے اور ہاتھ بڑھا کر کیسٹ پلیئر آف کردیا۔

"رہنے دیتیں بی بی جی ! سفر اچھا گزر جاتا۔" وہ سر جھٹک گئی۔اس نے بیک مرر سے خود پر مرکوز موسیٰ کی مسلسل نگاہوں کو محسوس کرکے سیٹ کی پشت گاہ سے سر ٹکا کر آنکھوں پر بازو رکھ لیاتھا۔گاڑی میں خاموشی چھاگئی تھی۔ایسی ہی خاموشی اس کے اندر بھی تھی جو اسے ہر روز توڑتی تھی اور وہ روز اذیت کی بھٹی میں سلگتی تھی۔باقی کا سارا راستہ بہت خاموشی سے کٹا تھا۔ سارے سفر کے دوران موسیٰ اور ڈرائیور گفتگو کرتے رہے تھے سفر کے دوران انہوں نے کئی بار اسٹاپ کیا تھا مگر منتہیٰ ہر بار گاڑی میں بیٹھی رہی تھی۔

اللہ اللہ کرکے سفر اختتام پذیر ہوا تھا۔

خوب صورت بنگلے کے سامنے باوردی ڈرائیور نے گاڑی روکی تووہ سیدھی ہوگئی۔رات کی تاریکی میں صرف گاڑی کی ہیڈ لائٹس روشن تھیں۔

”آئیں بیگم صاحبہ! گھر آگیا ہے۔“ موسیٰ گاڑی سے نکل کر سامان نکال رہاتھا اس نے پلٹ کر اس سے مخاطب ہونے کی ضرورت محسوس نہ کی تھی۔منتہیٰ اپنی اس ازحد ہتک پر ششدررہ گئی۔ڈرائیور کے دروازہ کھولنے پر ناچار باہر نکل آئی۔

نجانے اب اس اجنبی شہر میں اپنوں سے اس قدر دور زندگی کیسے گزرنے والی ہے۔

موسیٰ اندر چلا گیا تووہ بھی کلستے ہوئے اس کے پیچھے چل دی۔

گھر اندر سے خاصا کشادہ اور ہوادار تھا۔سجاوٹ تو نہیں تھی مگر ضرورت کی ہر چیز موجود تھی۔وہ بڑے سے ہال میں کھڑے کھڑے اطراف کا جائزہ لے رہی تھی۔

”محمد خان ...!اب تم ادھر ہی رہنا... کھانے وغیرہ کا اہتمام کروادینا مجھے کرنل صاحب کے پاس فوری پہنچنا ہے‘ بہت کم وقت رہ گیا ہے‘ شاید صبح تک واپسی ہو... گھر کا خیال رکھنا۔“وہ ابھی جائزہ ہی لے رہی تھی جب اچانک ایک کمرے سے یونیفارم بدل کر نکلتے موسیٰ کو دیکھ کر ٹھٹکی تھی او رپھر اسے قطعاً نظر انداز کرتے وہ راہداری کی طرف بڑھ گیا تھا۔

”یس سر!“ منتہیٰ دو قدم دروازے کی طرف بڑھ آئی تھی۔موسیٰ ڈرائیور سے مخاطب تھا۔

”میں نے کال کردی ہے۔صبح تک کرنل صاحب ایک اور ملازم بھیج دیں گے۔گھر کا خیال رکھنااور ہاں بی بی سے پوچھ لینا کسی چیز کی ضرورت ہو تو...؟“

منتہیٰ کا جی چاہا کہ وہ چیخ چیخ کر روئے۔اتنے بڑے گھر میں تنہا ہونے کے احساس سے ہی دل گھبرا اٹھا۔کیا اس شخص نے اسے سزا دینے کا یہ نیا طریقہ ایجاد کیا تھا...؟

انجان جگہ، اجنبی شہر، ناآشنا درودیوار اور اپنوں سے دوری... منتہیٰ کے اندر وحشت نے سر ابھارا تھا۔

موسیٰ ملازم کو مزید ہدایات دے رہا تھا اور پھر وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے نکل گیا تھا۔گاڑی اسٹارٹ ہونے کی آواز پر منتہیٰ کو احساس ہوا کہ اس کا چہرہ بھیگ رہا ہے۔

"یااللہ!" اس کے دل سے اک ہوک سی اٹھی۔موسیٰ کا یہ اجنبی انداز، قطعی رویہ اور یوں بری طرح نظر انداز کرنا اس کی روح میں گہرے شگاف ڈال گیا تھا۔وہ بے دم سی ہوگئی۔اس شخص سے بھلائی کی توقع عبث تھی۔اس منتقم مزاج شخص کی جانب سے وہ تو کبھی بھی غلط فہمی سے دوچار نہیں رہی تھی مگر اس دفعہ اس کے رویے نے اسے گویا آتش فشاں بنادیا تھا۔جی چاہا وہ کچھ بھی سوچے سمجھے بغیر آپا کی تمام ہدایات ویقین دہانیوں کو فراموش کیے یہاں سے چلی جائے۔مگر وہ بے بس تھی، اپنوں کے چہرے آنکھوں میں سمائے تو

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

نڈھال سی تن تنہا اتنے بڑے گھر کے درودیوار کو بے بسی سے دیکھتی ہال کمرے کے بڑے صوفے پر آکر گر گئی تھی۔

یہ اس کی سزا تھی مگر انتہائی اذیت ناک اور تکلیف دہ... وہ پھوٹ پھوٹ کر رودی۔

...☆☆☆...

اگلے دن شام کے قریب موسیٰ منیر کی واپسی ہوئی تھی۔

"السّلام علیکم ..." محمد خان نے فوراً سلام کیا تھا۔

"وعلیکم السّلام! بٹلر آگیا تھا؟" جواب دے کر محمد خان سے پوچھا تھا۔

"یس سر! صبح صبح پہنچ گیا تھا۔" وہ سرہلاتے اندر آگیا تھا۔گھر میں بلا کی خاموشی تھی۔کیپ اتار کر صوفے پر ڈالتے اس نے محمد خان کو دیکھا۔

"بی بی کہاں ہیں؟" محمد خان بہت پرانا ساتھی تھا۔رجمنٹ اور مختلف علاقوں کی پوسٹنگ کے ساتھ اکثر ملاقات رہتی تھی۔آج کل وہ اس کے ڈرائیور کے فرائض انجام دے رہا تھا مگر کسی غم گسار دوست سے کم نہ تھا۔

"بیگم صاحبہ تو رات ہی سے کمرے میں بند ہیں... میں نے کئی بار دروازے پر دستک دی مگر انہوں نے کھولا ہی نہیں۔"

"کیامطلب..." موسیٰ ٹھٹکا تھا۔"وہ رات سے کمرے میں بند ہے؟" حیران ہو کر دریافت کیاتو اس نے اثبات میں سرہلادیا۔"تمہارا مطلب ہے رات کا کھانا، ناشتا، لنچ،ڈنر کچھ بھی نہیں...؟" تشویش سے پوچھا تو اس نے سر اثبات میں ہلادیا۔

"اوہ میرے خدا!" تشویش سے براحال ہوا۔

"موسیٰ! خیال رکھنا... یہ ہماری بہت پیاری چہیتی لاڈلی بہن ہے، کبھی تنہا نہیں رہی، اتنی دور بھی صرف تمہارے بھروسے پر بھیج رہے ہیں دودن سے رو رو کر اس نے طبیعت خراب کی ہوئی ہے یہ نا ہو کہ وہاں جاتے ہی تم اپنے

کاموں میں الجھ کر اسے بھول جائو... خیال رکھنا۔" جہاں زیب کی آواز اسے اپنے کانوں کے قریب سنائی دی۔

"موسیٰ! خیال رکھنا،ضدی ہے مگر دل کی بہت اچھی ہے۔دو دن سے نہ کچھ کھارہی ہے اور نہ پی رہی ہے، اور اوپر سے بخار بھی چڑھالیا ہے۔راستے میں پیار سے کچھ کھلانے کی کوشش کرنا۔" باجی زہرا کی ہدایت نے اسے مزید متوحش کردیا اور پھراس کو گزری رات کی اپنی ساری وحشت ناکی یاد آگئی۔غم وغصے کی کیفیت میں کیسے اس نے اسے بے بس کردیاتھا۔ذہنی طور پر تووہ خود بھی خاصا ڈسٹرب تھا، اوپر سے منتہیٰ کی منہ زوری نے اسے مزید بھڑکادیا تھا اور تمام سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں مفلوج ہوگئی تھیں کیسے وہ اس کی وحشت کی بھینٹ چڑھی تھی اور ستم یہ تھا کہ موسیٰ کو اپنے سلوک پر ذرا سی بھی ندامت، محسوس نہ ہوئی تھی۔صبح ایک دفعہ ٹکرائو پر منتہیٰ کا بازو چھونے پر اس کے وجود کی حدت کااحساس ہواتھا مگر وہ اپنے ہی نقصان کاماتم

کررہاتھا‘ ذرا بھی تو توجہ نہ دی تھی‘ اور اب یہاں آنے کے بعد بھی وہ اسے مکمل نظرانداز کرگیاتھا۔

سیالکوٹ سے ایبٹ آباد تک کی فلائٹ اور پھر بائی روڈ طویل رستہ!

موسیٰ نے کئی بار دروازہ کھٹکھٹایا مگر جواب ندارد تھا۔منتہیٰ کی جذباتی کیفیت سے اگر واقف نہ ہوتا تو اسے اس کے حال پر چھوڑ کر اپنے نقصان پر ماتم کرتے ایک طرف ہوجاتا مگر اب جیسے جیسے وقت گزر رہاتھا‘ غصے کے ساتھ ساتھ تشویش بھی بڑھتی جارہی تھی۔

”محمد خان...تالے کی ایک اور چابی ہوگی؟“ منتہیٰ کی طرف سے ناامید ہو کر محمد خان کو دیکھا۔

ملازمین کے سامنے عجیب شرمندگی کااحساس ہو رہاتھا۔جی چاہ رہاتھا کہ لمحوں میں منتہیٰ نور کے حواس ٹھکانے لگادے مگر....!

”جی سر....!“

”تو جلدی لے کر آئو...“ اگلے ہی لمحے وہ چابیوں کا گچھا لیے چلا آیا تھا۔موسیٰ نے تالا کھول کر دروازہ کھولا تھا۔اندر داخل ہواتوپہلی نگاہ ہی بستر پر منہ کے بل دراز وجود پرپڑی۔اپنے پیچھے دروازہ بند کرکے وہ آگے بڑھا تھا۔انداز ایسا تھا کہ بس لمحوں میں جھنجوڑ کر رکھ دے گا۔

”منتہیٰ...! غصے سے پکارتے بازو پکڑ کر ارادہ جھنجوڑدینے کا تھا مگر موسیٰ منیر کوشدید جھٹکا لگا۔منتہیٰ کا سارا وجود گویا آگ میں دہک رہاتھا۔ہوش وحواس سے بے گانہ نجانے کب کی ایسے ہی پڑی ہوئی تھی۔

”منتہیٰ...!“ انتہائی ضبط کامظاہرہ کرتے اس نے اس کو سیدھا کیا تھا۔اس کے رخسار کو سہلایا بھی تو کوئی حرکت نہیں تھی۔منتہیٰ کاموبائل اس کے قریب ہی پڑا ہوا تھا جہاں صبح سے لے کر اب تک سیالکوٹ سے کئی کالز اور میسجز آچکے تھے۔سرخ وسفیدا متزاج کے لباس میں وہ اور بھی دہک رہی تھی۔اسے سیدھا کرکے الماری سے کمبل نکال کر اس پر ڈالتے اس نے محمد خان کو آواز دی۔

"محمد خان ...!"

"یس سر۔"

"ہمارے بنگلے کے ساتھ جو ڈاکٹر جمشید کا بنگلہ ہے ان کو بلا لائو۔بیگم صاحبہ کی طبیعت ٹھیک نہیں۔"

"خیریت سر! زیادہ خراب ہے کیا؟"

"ہوں... اور سنو، بٹلر کو کہو ٹھنڈا پانی اور کوئی پٹی بھیج دے۔بخار بہت تیز ہے۔"پھر ڈاکٹر کے آنے تک وہ پٹیاں کرتا رہا تھا۔ڈاکٹر جمشید نے آکر چیک اپ کے بعد میڈیسن دیں اور انجیکشن لگا دیا تھا۔ساتھ میں مسلسل پٹیاں کرتے رہنے کی ہدایت بھی تھی۔رات دس بجے کے قریب منتہیٰ کے بخار کا زور ٹوٹا تھا۔کچھ دیر بعد ایک کراہ کے ساتھ اس نے آنکھ کھولی تھی۔سارا جسم پھوڑے کی طرح دکھ رہا تھا۔

"اماں!" اس کے لبوں سے نکلتا نام اسے شرمندگی سے دوچار کر گیا تھا۔کچھ بھی تھا ذاتی اختلافات ایک طرف، منتہیٰ کے والدین اس کی بہت عزت

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

کرتے تھے، کتنے بھروسے اور اعتماد کے ساتھ اپنی چہیتی کے انکار کے باوجود سب کے اصرار پر اس کے ساتھ رخصت کیا تھا۔اسے اچھی طرح علم تھا کہ اس کی طبیعت خراب ہے کل رات بھی محض ضد میں اسے اجنبی جگہ چھوڑ کر بغیر اس کی پروا کیے اس نے اپنی مصروفیات نبھائی تھیں۔اور اب...!

"منتہیٰ!" وہ نیم غنودگی میں تھی، اس پکار پر ذرا کی ذرا پلکیں واکی تھیں۔کچھ دیر میں اس کی غنودگی میں فرق آیا تھا۔بخار نے گویا ساری سدھ بد بھلا دی تھی۔اپنی بیماری، اندرونی توڑ پھوڑ اور ذہنی خلفشار سے اس کے آنسو بہتے رہے۔وہ اس کی ذرا سی نگاہ برداشت نہ کرنے والی اس وقت اس کے مکمل طور پر رحم وکرم پر تھی۔وہ خالی پیٹ تھی اور نہایت کمزور تھی موسیٰ نے بہلا پھسلا کر دودھ کا ایک گلاس پلایا تھا، ساتھ میں میڈیسن دی تھی۔موسیٰ دوبارہ اسے غنودگی میں جاتے دیکھ کر کمبل اس پر ڈالتے مطمئن ہو کر واش روم میں گھس گیا۔

...☆☆☆...

موبائل فون کی تیز آواز نے منتہیٰ کو ہڑبڑا کر آنکھیں کھولنے پر مجبور کردیا تھا۔اس سے پہلے کہ اس کا ذہن صورت حال کا ادراک حاصل کرتا موسیٰ عجلت میں اندر آیا تھا۔منتہیٰ کے سرہانے رکھا موبائل فون اٹھا کر فوراً یس کیا تھا۔

"السّلام علیکم زہراباجی!" منتہیٰ مکمل حواسوں میں تھی۔کمبل ہٹا کر دیکھا۔موسیٰ کی اس کی جانب پشت تھی۔

"جی بالکل ٹھیک ہوں... جی... ایک دم مصروف ہوگیاتھا... بس خیال نہیں رہا...جی کرنل صاحب نے رستے میں ہی کال کرلیاتھا اب کیا کرتا...؟بہت اچھا جب آپ کو ساری رپورٹ مل چکی ہے تو پھر اب اس باز پرس کا فائدہ ...؟" تلخی سے جھنجلا کر کہا گیا تھا۔منتہیٰ نے خاموشی سے آنکھیں بند کرلیں۔رات آپا سے بات ہوئی تھی تو اپنے اکیلے ہونے کا بتادیاتھا۔"اوف... اب کیا کہہ سکتاہوں میری ڈیوٹی ہی ایسی ہے ... پھر آپ کو ہی شوق تھا اسے میرے

ساتھ روانہ کرنے کا... اب میں کیا کرسکتا ہوں۔" مزید تلخی سے کہا گیا تھا۔"آپا پلیز... میں پہلے ہی "منتہیٰ نامہ" سن سن کر بیزار ہو چکاہوں۔میری اپنی بھی ایک زندگی ہے... اگر اس کے ماں باپ کو اتناہی احساس ہے تو اپنی لاڈلی کو پاس رکھتے... کیوں اماں ابا کے دباؤ میں ساتھ روانہ کیا ہے...؟"

اتنا اجنبی اور تلخ رویہ ...! منتہیٰ کا دل بھر آیا۔

"آپا کوئی نصیحت نہیں ... زور زبردستی سے ہی سہی' لے کرآتو گیاہوں'اب تو سکھ کا سانس لینے دیں۔" منتہیٰ نے لب دانتوں تلے دبالیے۔"منتہیٰ ! ٹھیک ہے وہ ... کچھ نہیں ہونے والا اسے ... بعد میں بات کرلیجیے گا... باتھ لے رہی ہے وہ۔تبھی تو اس کا سیل میرے پاس ہے ..." منتہیٰ حیران ہوئی اس کے جھوٹ پر۔"آپ بلاوجہ تحقیقات مت کرتی رہا کریں۔اوف! کہا نا وہ باتھ روم میں ہے... آپا پلیز! وہ آپ کی اگر نند ہے تو میں بھی آپ کا بھائی ہوں سگا! اتنی بے اعتباری کس بنیاد پر ہے آخر...؟" آخر میں وہ زچ ہی تو ہوگیا تھا۔"آپا وہ اب میری بیوی ہے۔یاد رکھیے گا۔" کہتے ہوئے وہ پلٹا تھا۔

منتہیٰ کو جاگتے دیکھ کر ٹھٹکا۔ پھر سر جھٹکا۔''اچھا آپا... پھر بات ہوگی... میں خود ہی کال کرلوں گا... بے فکر رہیں کیوں نہیں ... اف! اچھا... اچھا... سیز فائر... لڑائی کا قطعی موڈ نہیں پھر بات ہوگی۔آپ کو تو مجھ سے گلے ہی رہتے ہیں کبھی میرا بھی حال دریافت کرلیا کریں۔میں بھی اتنا ہی مظلوم ہوں... او کے اللہ حافظ۔''

منتہیٰ اسے یکسر نظر انداز کیے کمبل ہٹا کر بستر سے نکلی تھی۔کہنے کو تو وہ ابھی ایک پل میں محاذ کھول لیتی مگر فائدہ ...! اس انسان میں انسانیت ہی نہیں تھی، وہ اس کے سب سلوک دیکھ اور برت چکی تھی۔کھڑے ہو کر ارادہ باتھ روم جانے کا تھا مگر دوسرے قدم پر ہی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھاگیا تھا۔تین دن سے خالی پیٹ تھی، بیماری، بھوک، کمزوری، یہ حال تو ہونا ہی تھا۔منتہیٰ نے گرنے سے بچنے کے لیے اطراف میں ہاتھ بڑھایا مگر سہارے کے لیے کچھ ہوتا تو ہاتھ آتا۔موسیٰ جو دیکھ رہاتھااس نے فوراً آگے بڑھ کر تھام لیا۔

''کیاہوا...؟'' وہ موسیٰ کے بازو کو جکڑے،کندھے پر سر رکھے خود کو سنبھال رہی تھی۔اس آواز پر چونک کر سنبھلی۔سر اٹھا کر خالی نظروں سے اسے دیکھا۔وہ خاصی تشویش سے دیکھ رہا تھا۔منتہیٰ کو کچھ پل میں بے پناہ قربت کااحساس ہوا تو پیچھے ہٹی۔شرمندگی، خجالت، غم وغصے سمیت نجانے کس کس احساس نے آکر اس کے قلب وذہن کو جھنجوڑ دیا تھا۔

''چھوڑو مجھے...! چیختی ناگوار آواز تھی موسیٰ اس قدرعزت افزائی پر ششدر رہ گیا۔

''شٹ اپ۔''غصے سے پیچھے دھکیلتے وہ بھی غرایا۔''مجھے کوئی شوق نہیں تمہیں چھونے کا...'' بڑاتوہین آمیز انداز تھا۔منتہیٰ تو انا پر مرمٹنے والی تھی، حالت اس قدر خراب نہ ہوتی تووہ کہاں اس شخص کو برداشت کرتی۔کہاں اس کااحسان لیتی۔اس کے ہاتھوں کو جھٹکتے وہ نفرت سے پیچھے ہٹی تھی۔

''ہاں جانتی ہوں کتنا اختیار ہے تمہیں خود اپنے پر... مجھ سے بہتر کون جانتا ہوگا تمہیں...'' ایسی چوٹ تھی کہ موسیٰ ایک دم سلگ اٹھا۔

"تم حد سے گزر رہی ہو منتہیٰ!" بے پناہ اشتعال انگیزی سے باور کروایا تھا۔

"مجھے حد کی بات نہ سنائو... اگر حد کی بات ہوتی تو میں اس وقت اس اجنبی جگہ بیٹھی رو رہی نہ ہوتی؟ میرے ارد گرد میرے اپنوں کا ہجوم ہوتا۔تمہیں کیا پتا موسیٰ منیر حد سے گزرنا کسے کہتے ہیں؟" وہ اس سے زیادہ غصے سے بھڑکی تھی ٗنقاہت کی وجہ سے آواز میں کپکپاہٹ تھی مگر وہ اس کے سامنے اب خود کومزید ارزاں نہیں ہونے دینا چاہتی تھی۔"میں اپنوں کی محبتوں کی وجہ سے مجبور ہوں جو ادھر آگئی ہوں ورنہ تمہارے ساتھ ساری عمر رونے سے بہتر ہے کہ میں کچھ کھا کر مرجائوں۔"نفرت ہی نفرت تھی۔موسیٰ منیر لب بھینچے اسے دیکھتا رہا۔نقاہت سے ہانپتی کانپتی آواز میں وہ اسے سنا رہی تھی۔اس نے اسے کچھ کہنا چاہا مگر پھرلب بھینچ کر اس پر ایک تیز غصیلی نگاہ ڈال کر کمرے سے نکل گیاتھا اور منتہیٰ بے دم سی دوبارہ بستر پر گر گئی تھی۔

...☆☆☆...

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

دو تین دن میں اس کی طبیعت بھی بحال ہوگئی تو اپنی تنہائی سے گھبرا کر اس نے خود کو گھرداری میں مصروف کرنا چاہا۔محمد خان اور بٹلر کی موجودگی میں اس کے لیے کرنے کو کچھ باقی نہیں رہتا تھا۔کچن بٹلر کے ذمے اور باہر کی ذمہ داریاں محمد خان کے سپرد تھیں۔اس گھر میں اتنا سامان تھانہیں کہ وہ خود کو چیزوں کو درست کرنے یا سلیقے سے سجانے میں مصروف رکھتی۔بیڈروم میں بیڈ الماری اور ہال کمرے میں صوفوں کے علاوہ باقی ضرورت کا ہلکا پھلکا فرنیچر تھا۔ہاں کچن میں ضرورت کا سامان تھا۔ان سے بھی وہ کب تک دل بہلاتی۔ دو تین دنوں میں ہی وہ اکتانے لگی تھی۔وہ بھرے پرے گھر سے آئی تھی ٗ اماں کو نوکروں سے کام کروانا بہت برا لگتا تھا۔میکے ٗسسرال دونوں جگہوں میں ہی ملازم نہ تھے ٗ سب کام خود ہی کرنے پڑتے تھے۔ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے رہنے کی عادت تھی ہی نہیں۔موسیٰ کاوہی معمول تھا۔صبح کا گیا رات گئے لوٹتا ٗ دونوں ہی ایک دوسرے سے پہلو بچانے کی کوشش میں تھے۔

...☆☆☆...

وہ کل پانچ بھائی اور چار بہنیں تھیں۔منتہیٰ سب سے چھوٹی اور گھر بھر کی لاڈلی تھی‘ بھانجے بھانجیوں اور بھتیجے بھتیجیوں کی ایک فوج تھی۔منیر چاچا کا گھر گاﺅں میں ان کے پڑوس میں تھا۔منیر چاچا کے دو بیٹے اور چار بیٹیاں تھیں باجی زہرا سب سے بڑی تھیں پھر نواز بھائی اور دوبیٹیوں کے بعد موسیٰ اور سب سے چھوٹی عیشہ تھی۔ابااور چچا منیر کا بچپن سے بھی بڑا پیار تھا۔چاچا منیر ملازم آدمی تھے جبکہ ابا کی اپنی زمینیں تھیں جو انہوں نے ٹھیکے پر دے رکھی تھیں۔اماں ابا بہت زیادہ پڑھے لکھے نہ تھے مگر انہوں نے اپنا شوق اپنی اولاد کو پڑھا لکھا کر پورا کیا تھا۔وقت کے تقاضوں کے مطابق ساری اولاد کو ہی تعلیم کے زیور سے آراستہ کیا تھا۔بڑے بھائی کی شادی منیر چاچا کی زہرا باجی سے ہونے سے بڑوں کامحبت بھرا یہ تعلق رشتہ داری میں بدل گیاتھا۔ زہرا بھابی بہت اچھی اور سلیقہ مند واقع ہوئی تھیں۔اس گھرکو انہوں نے جس احسن ذمہ داری اور سلیقہ مندی سے سنبھالا تھا سب ان کے گرویدہ ہوگئے تھے۔زہرابھابی کی تو وہ کچھ زیادہ ہی چہیتی تھی مزید ان کے بچوں نے کسر پوری کردی تھی۔جہاں زیب بھائی عیشہ کو پسند کرتے تھے‘ اماں ابا نے بھائی

کی خواہش پر عیشہ کا رشتہ منیر چاچا سے مانگا تو انہوں نے جواباً اپنے کیپٹن بیٹے موسیٰ منیر کے لیے منتہیٰ نور کا رشتہ مانگ لیا۔اماں ابا کو بظاہر تو کوئی انکار نہیں تھا مگر سوچ کر جواب دینے کو کہا۔منتہیٰ کو پتاچلا تو اس نے زمین آسمان ایک کردیا۔

”موسیٰ سے شادی سے بہتر ہے میں زہر کھالوں۔“ وہ ایسی ہی منہ پھٹ تھی۔زہرا بھابی کو بڑا برا لگا۔

”کیوں کیا خرابی ہے موسیٰ میں ...؟“

”یہ پوچھیے کیا خوبی ہے آپ کے بھائی میں ...؟ مجھے تووہ منیر چاچا کا بیٹا لگتا ہی نہیں...سارابچپن تو اس نے میرے ساتھ دشمنیاں پالتے گزارا ہے‘ دنیا میں اور لڑکے ختم ہوگئے ہیں کیا؟“ اس نے خاصے تیکھے پن سے کہا تھا۔بھابی ہنس دیں۔

"اب ایسا بھی نہیں ...لاکھوں میں ایک ہے میرا بھائی... کیپٹن ہے۔ترقی کے مواقع ہیں جو بھی لڑکی آئے گی عیش کرے گی۔" انہوں نے بڑی محبت سے کہا تھا وہ جل بھن گئی۔

"ہاں تو کروائیں عیش، مجھے تو بخشیں... میں نے اول تو ابھی شادی کے بارے میں سوچا ہی نہیں اگر ایساہوا بھی تو کم از کم وہ موسیٰ منیر نہیں ہوگا۔"

صاف جواب تھا۔

"کیوں ...؟"

"بھابی پلیز! آپ میرے اور موسیٰ کے تعلق کو اچھی طرح جانتی ہیں۔ساری زندگی ہماری ایک دوسرے کے خلاف نبرد آزما رہتے گزری ہے۔میں زمین ہوں وہ آسمان ... ہمارے خیالات، احساسات ہر چیز میں زمین آسمان کا فرق ہے۔میں تو اس کے لیے انتہائی ناقابل برداشت ہوں۔ہم ایک جگہ اکٹھے بیٹھ کر سکون سے ایک منٹ نہیں گزار سکتے، آپ لوگ ساری زندگی کی بات کرتے ہیں۔ہرگز نہیں ... ناممکن!"

"مگر منتہیٰ! یہ ہم سب کی خواہش ہے !"

"مگرمیری نہیں اور مجھے یقین ہے موسیٰ منیر بھی ایسا نہیں چاہے گا۔" زہرا بھابی خاموش ہوگئی تھیں۔بظاہر یہ رشتے والی بات دب گئی تھی عیشہ اور جہاں زیب کی منگنی کے بعد تو وہ مطمئن ہوگئی تھی کہ اماں ابا نے اس کے موقف کو سمجھ لیا ہے۔

گائوں میں رہائش ہونے کے باوجود ان کے گھروں میں ہر چیز موجود تھی۔دنیا کی ہر سہولت تھی۔مشترکہ خاندانی سسٹم تھا سارے بھائی اور ان کی اولادیں اکٹھی تھیں۔باجیاں اپنے اپنے گھروں میں اب صرف وہ اور جہاں زیب ہی بیاہنے والے رہ گئے تھے۔

وہ اور عیشہ ماسٹر کررہی تھیں۔روز سیالکوٹ جاتی تھیں۔عیشہ کی شادی اس کے ایگزیمز کے بعد طے تھی جبکہ منتہیٰ کے انکار کے بعد اماں ابا نے دوبارہ اس کی شادی کاموضوع نہیں چھیڑا تھا۔اس دن وہ تیار ہو کر عیشہ کو لینے سامنے گھر آئی تو سامنے چاچی تخت پر براجمان ملیں۔

"السّلام علیکم چاچی!"

"وعلیکم السّلام...بیٹھو۔" انہوں نے کہا تو اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں چاچی! دیر ہو رہی ہے۔عیشہ کدھر ہے؟ ابھی تک آواز نہیں دی میں انتظار کرتے کرتے نکلی ہوں،وین آگئی ہوگی۔"

"پتا نہیں تیار تُو ہوگئی تھی... اندر کہیں ہوگی تو خود دیکھ لے..." منتہیٰ نے کوفت سے کلائی کی گھڑی دیکھتے فٹافٹ اندر کی طرف قدم بڑھائے۔

"عیشہ ...!" وہ سیدھی اس کے کمرے کی طرف آئی تھی۔

"عیشہ... عیشہ...!" اس نے جیسے ہی پردہ ہٹایا تھا عیشہ کی بجائے موسیٰ منیر کو سامنے دیکھ کر حیران ہوئی... "یہ کب آئے ؟" دل میں سوچا۔پھر ارد گرد جھانکا۔"عیشہ کہاں ہے؟" بغیر اس کو کوئی اہمیت دیئے لٹھ مار انداز میں پوچھا۔

"دو مسلمان جب آپس میں ملیں تو سلام کرنا فرض بنتا ہے۔" موسیٰ کا وہی انداز تھا۔منتہیٰ کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ بکھر گئی۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"جی ضرور... السّلام علیکم! عیشہ ...!" ایک طنزیہ مسکراہٹ اس کی طرف اچھال کر سلام کہہ کر اس نے پھر آواز دی۔

"وعلیکم السلام۔وہ میرے کمرے میں ہے۔" اس کی طرف دیکھتے اس نے سکون سے جواب دیا تووہ چونکی۔

"کیوں ؟"

"میرے کپڑے پریس کررہی ہے۔" اب کے اسے غصہ آیا۔

"اوف...! ہمیں دیر ہو رہی ہے، وین والا کب سے آیا کھڑا ہے، اس گھر میں کوئی اور نہیں رہتا، کسی سے بھی پریس کروالیتے۔صبح صبح لیٹ کروا کر رکھ دیا ہے۔" وہ کوفت سے دوچار ہوتی کچھ غصے سے کہتی پلٹی تھی۔

"سنو..." وہ پلٹی سر سے پھسلتا دوپٹا دوبارہ سر پر جمایا مگر موسیٰ کی نگاہیں دوپٹے سے جھانکتی اس کی دراز چوٹی کے بلوں پر اٹک گئیں۔

"جی فرمایئے اب کیا حکم ہے؟" خاصے تیکھے پن سے پوچھا تھا۔

"نہیں رہنے دو' اس وقت تو تم لوگوں کو دیر ہو رہی ہوگی پھر کبھی سہی۔میں عیشہ کو بلواتا ہوں۔" بڑی شرافت سے وہ کہہ کر اس کی سامنے سے نکل گیاتھا اور منتہیٰ حیرت زدہ رہ گئی خود ہی روک کر اب بنا بات کیے چلا گیا تھا۔دوسرا اتنا پرسکون انداز وہ دونوں تو عام حالات میں بھی جنگ وجدل کی کیفیت میں رہتے تھے۔منتہیٰ کو اس کاانداز ہضم نہ ہوا۔عیشہ کو آتے دیکھ کر اس نے سر جھٹکا۔

"کہاں مرگئی تھیں تم ...اتنی لیٹ ہوگئی ہیں ہم...اب وہ وین والا سو نخرے کرے گا اور تم کرکیا رہی تھیں ...؟" اب کے اس نے غصے سے اسے لتاڑا۔

"آرام سے سکون سے... ایک تو تم بنا رکے شروع ہوجاتی ہو۔" اپنی کتابیں لے کر وہ فوراً چادر اوڑھ کر اس کے ساتھ کمرے سے نکل آئی تھی۔"اچھااماں! ہم جارہی ہیں ناشتا تیار کردیا ہے۔موسیٰ بھائی کو کہیے گا کہ کرلیں اور نواز بھائی کو بھی..." اماں سے کہہ کر وہ اس کے ساتھ گھر سے

نکل آئی تھی۔وین والا کھڑا تھا۔سو باتیں سننی پڑی تھیں اس کی۔منتہیٰ نے بھی دس سنا کر سیٹ سنبھالی تو عیشہ اس کے سوجے منہ کو دیکھ کر مسکرادی۔

"بات نہیں کرو مجھ سے صرف تمہاری وجہ سے اس "کالو" کی سوباتیں سننی پڑگئی ہیں۔"

"صبح موسیٰ بھائی آئے تھے' انہیں فوراً گھنٹے بعد کہیں کام کے لیے جانا تھا۔ بس ان کے لیے ناشتا تیار کرنے اور کپڑے پریس کرنے میں دیر ہوگئی۔رات سے ساجدہ بھابی بھی میکے گئی ہوئی ہیں۔تو تمہیں پتا ہے موسیٰ بھائی کی پسند کا ناشتا تیار کرنااماں کے بس کا کام نہیں۔" اس نے کہا تووہ سرجھٹک گئی۔موسیٰ کے ذکر پر اس کاہمیشہ یہی انداز رہا تھا۔اس کی موسیٰ سے کوئی خاص دشمنی نہ تھی مگر نجانے کیوں وہ اسے شروع سے ہی اچھا نہیں لگتا تھا۔شروع سے ہی اسے موسیٰ سے چڑ تھی۔کبھی بنی ہی نہ تھی۔اور جب سے رشتے کی بات چلی تھی تووہ اس سے کچھ زیادہ ہی خار کھانے لگی تھی۔

...☆☆☆...

رات کھانے کے بعد عیشہ اور موسیٰ چلے آئے تو سب سے مل کر جہاں زیب اور موسیٰ کا چہل قدمی کا پروگرام بنا تھا۔جہاں زیب نے ساتھ چلتے ہوئے انہیں بھی پیش کش کی تو وہ فوراً تیار ہوگئیں۔اماں سے اجازت لے کر وہ بچوں کو ساتھ لیے ان کے ساتھ ہی چلی آئی تھیں۔بچے اودھم مچا رہے تھے وہ کھیتوں کی طرف نکل آئے تھے۔چاندنی رات تھی ہر سو روشنی بکھری پڑی تھی۔وہ اور عیشہ دونوں ٹیوب ویل کے ساتھ کی دیوار پر چڑھ کر بیٹھ گئی تھیں جبکہ بچے کھیتوں میں آنکھ مچولی کھیلنے لگ گئے تھے۔

”کتنی اچھی رات ہے...“ عیشہ نے چاند کی طرف دیکھ کر کہا تو وہ ہنس دی۔”جہاں زیب بھائی کا ساتھ ہے تمہیں تو اچھی لگے گی ہی نا! “ اس نے چھیڑا تو وہ جھینپ گئی۔

”کیوں نہیں۔“

”میں بھی کہوں آج تمہارا دل باہر چہل قدمی کو کیسے مچل گیا ہے۔خوب موقع ڈھونڈا ہے تم نے۔“ وہ کہاں باز آنے والی تھی۔

”ہاں بڑا اچھا موقع دے رہے ہو تم اور موسیٰ بھائی... تم نے تو مجھے اپنے پہلو میں بٹھا رکھا ہے اور موسیٰ بھائی نے اسے۔“ وہ بھی شرارت سے گویا تھی۔

”ہائیں...! اتنا بڑا الزام؟ دفع ہوجاؤ‘ جارہی ہوں میں... مرو تم... ایک تو تمہاری وجہ سے سارے کام چھوڑ کر آئی ہوں اوپر سے یہ الزام! تمہارا بھائی ہے‘ جیسے مرضی اسے یہاں سے دفع کرو۔میں آم کے باغ میں جارہی ہوں خبردار میرے پیچھے آئیں تو...!“ وہ فوراً براماں کر وہاں سے اٹھی تھی۔

”رکو تو ...منتہیٰ! رکو...!“ وہ آوازیں دیتی رہ گئی تھی مگر وہ اب کہاں رکنے والی تھی۔

”کیا ہوا ہے ...؟“ موسیٰ اور جہاں زیب قریب ہی تھے اس کے آوازیں دینے پر فوراً چلے آئے تھے۔

”منتہیٰ اکیلی آموں کے باغ میں چلی گئی ہے ناراض ہو کر...“

”کیوں ؟“

”بس ہماری کسی بات پر بحث ہو گئی تھی۔“

”میں دیکھتا ہوں...“ جہاں زیب نے کہا تووہ دونوں بہن بھائی بھی ساتھ ہولیے۔باغ میں آئے تو وہ بچوں سمیت باغ میں تھی۔

”توبہ ہے' تم نے تو ڈرا کر رکھ دیا تھا۔“عیشہ نے سکون کا سانس لیا۔

”میرے سامنے ہی بچے ادھر گھسے تھے سو میں بھی ادھر آگئی تھی۔“ اس نے بے پرواہی سے سر جھٹکا۔

”تمہیں تو موقع دیا تھا اب کیوں ادھر آگئی ہو؟“ وہ جیسے ہی قریب آئی اس نے طنز کیا۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

”میں باز آئی بابا ایسے موقعوں سے۔“ اس نے کانوں کو ہاتھ لگائے۔موسیٰ اور جہاں زیب خاموشی سے ادھر ہی ٹہلنے لگے۔کچھ دیر میں بچوں کو لے کر وہ لوگ واپس پلٹ آئے تھے۔

”آئو! تمہیں بہت اچھی چائے پلائوں گی۔“ اپنے گھر کے دروازے پر کھڑے ہو کر عیشہ نے پیش کش کی تھی۔

”میں اکیلی نہیں ہوں۔“ اس نے جہاں زیب اور بچوں کی طرف اشارہ کیا تھا۔

”بچوں کو گھر بھیجو اور آجائو۔“ موسیٰ اور جہاں زیب پیچھے آرہے تھے۔اس لیے بچوں کو اس نے گھر بھیجا تھا تب تک وہ دونوں بھی دروازے تک پہنچ گئے تھے۔

”چلو بھئی' اب کیاارادہ ہے؟“ جہاں زیب نے منتہیٰ کو دیکھا۔

”میں چائے پلا رہی ہوں' آپ دونوں پی کر جایئے گا۔“ عیشہ اس کا بازو پکڑ کراندر لے گئی تو جہاں زیب بھی چلا آیا تھا۔

"ساجدہ بھابی رہنے گئی ہیں کیا...؟" وہ اس کے ساتھ ہی کچن میں چلی آئی تھی۔عیشہ نے چائے بناتے ہوئے اثبات میں سرہلایا۔"ایک بات پوچھوں؟" چائے بنا کر مگوں میں ڈالتے عیشہ نے پوچھا تووہ چونکی۔

"ہاں پوچھو؟"

"تم نے موسیٰ بھائی نے کے لیے انکار کیوں کیا تھا؟" کئی دنوں بعد اس کے لبوں پر پھروہی سوال تھا جو وہ بارہا پوچھ چکی تھی۔

"میری مرضی...تم کیوں پوچھ رہی ہو؟"

"میری بھی مرضی..." اس نے اس کے جواب پر ناراضگی سے جتایا اور اس کو مگ تھما کر باہر کی راہ لی تھی۔"تم میرے کمرے میں چل کر بیٹھو۔" وہ جاتے جاتے ہدایت دے گئی تھی۔

وہ بڑے آرام سے اس کے بستر پر نیم دراز چائے کی چسکیاں لے رہی تھی جب دروازے پر دستک ہوئی تھی وہ چونکی۔

"اپنے کمرے میں آنے کے لیے تمہیں کب سے دستک کی عادت پڑگئی ہے۔"بغیر نشست بدلے وہ بولی تھی مگر عیشہ کی بجائے موسیٰ کی صورت دیکھ کر وہ ایک پل میں سیدھی ہوئی تھی۔سوالیہ نظروں سے موسیٰ کو دیکھا۔

"مجھے تم سے ایک بات کرنی ہے۔"وہ پھر بھی کچھ بھی بولے بغیر دیکھے گئی۔"تم نے میرے لیے انکار کیوں کیا تھا؟" بغیر تمہید کے اس نے براہ راست سوال کیا۔

"میری مرضی۔"

"میں وجہ پوچھ رہا ہوں منتہیٰ!" اس نے بڑی سنجیدگی سے ٹوکا تھا۔

"بس تم مجھے پسند نہیں ہو۔" موسیٰ کے لیے اس کا وہی دوٹوک صاف انداز تھا۔بے لحاظ سا' بے لچک۔

"کیوں ...؟" بڑا شدید احتجاج ہوا تھا۔اسے شاید اتنی صاف گوئی کی امید نہ تھی۔

"میری مرضی۔"

"منتہیٰ!" اس نے کچھ تیزی سے ٹوکا تو وہ اس سے زیادہ تیزی سے بولی۔

"چلائو مت موسیٰ منیر! کسی کو رد کرنے کے لیے ضروری نہیں کہ کوئی خاص وجہ بھی ہو اور میں دل میں کینہ رکھنے والی لڑکی نہیں ہوں۔تم سے میری ذہنی مطابقت نہیں ہے' ہم دونوں کی سوچ میں بلا کا تضاد ہے۔ہم دونوں عام حالات میں مل بیٹھ کر گزارا کرنے والے انسان نہیں تو پھر ساری زندگی گزارنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔اور سب سے بڑی وجہ یہ کہ میں تمہیں جیون ساتھی کی حیثیت سے پسند نہیں کرتی بس!" اس نے بے پروائی سے کہتے ہوئے کندھے اچکائے تھے' بے سوچ اور دیکھے بغیر کہ اس کے ذرا سے الفاظ کسی کے اندر کس قسم کے جذبات پیدا کرسکتے ہیں۔کسی کی نظر میں اپنا آپ رد ہوجانا' موسیٰ منیر نے بڑے ضبط سے اسے دیکھا۔

"بہت اچھی بات ہے۔میں بھی بس یہ بات صاف کرنا چاہتا تھا۔زہرا باجی کے بقول تم سے شادی کرکے ایک اچھی زندگی گزر سکتی ہے۔جبکہ میں ایسا نہیں

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

سمجھتا بظاہر تمہارے انکار سے یہ موضوع ختم ہوچکا ہے مگر بڑوں کے ذہنوں میں کیا چل رہا ہے' میں بے خبر ہوں 'ہاں تمہیں بس یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جس طرح تم نے اب انکار کیا ہے آئندہ بھی کوئی ایسی صورت حال ہوئی تو انکار کردینا۔میں خود بھی تم جیسی لڑکی سے شادی نہیں کرنا چاہتا۔" اس نے بھی بڑے پرسکون انداز میں کندھے اچکائے تھے اور اس کے انداز نے منتہیٰ کو بڑی ہتک سے دوچار کیا تھا۔

"ہاں تو ہر دفعہ میں کیوں انکار کروں تم خود کرلینا۔"اس نے سلگ کر کہا تھا"اور "تم جیسی لڑکی " سے کیا مراد ہے تمہاری ؟ کیسی لڑکی ہوں میں ؟"
موسیٰ کے الفاظ سے اسے بڑی توہین محسوس ہوئی تھی۔

"ہاں انکار تو میں نے پہلی بار بھی کیا تھااور آئندہ بھی کروں گا اور تم جیسی لڑکی سے مراد وہی مطلب ہے جیسا تمہارے ذہن میں میرے بارے میں تاثر ہے۔ہاں چند الفاظ کا اضافہ ضرور کروں گا۔میں ایک پرسکون اور مطمئن زندگی گزارنے کے لیے شادی کرنا چاہوں گا نا کہ عمربھر کا نقصان اپنے مقدر میں

لکھوالوں ...؟ اور تم سے شادی کرنے کا مطلب ہے عمر بھر کا خسارہ، ذہنی اذیت اور خلفشار...'' بڑے سکون سے وہ منتہیٰ نور کی ذات کے پرخچے اڑا گیا تھااور وہ ششدر رہ گئی تھی۔

''اور تم خود کیا ہو؟ اچھی شکل وصورت کا غرور ہی کم نہیں ہوتا۔ایک اچھی جاب پر فائز ہو تو ہم بھی کسی سے کم نہیں۔تم سے شادی کے نہ ہی میں نے خواب دیکھے ہیں اور نہ ہی ایسی نوبت آئے گی۔ساری عمر میں نے رونا نہیں ہے۔'' وہ کیوں چپ رہتی اس سے زیادہ تلخی سے بولی تھی۔

''بکواس بند کرو۔'' وہ غصے سے بولا تھا۔

''تم بھی بکواس بند کرو۔'' اس نے لب بھینچ کر اسے گھورا وہ بھی بنا لحاظ کیے اسے گھور رہی تھی۔

''کیا ہوا؟'' دونوں کو اس قدر برے انداز میں دوبدو تلخ کلامی کرتے دیکھ کر عیشہ فوراً اندر آئی تھی۔منتہیٰ نے اسے گھورا۔

''عیشہ اپنے بھائی کو سمجھالو، آئندہ میرے منہ لگنے کی ضرورت نہیں۔اس کی راہ الگ ہے اور میری الگ۔شادی سے انکار میرا شرعی حق تھاجو میں نے استعمال کیا۔یہ اونچے عہدے پر فائز ہے یا شکل صورت اچھی ہے تو مجھے اس سے کوئی غرض نہیں۔جب ذہن ہی نہ ملتے ہوں تو بڑوں کی سوچ کوئی معنی نہیں رکھتی۔دونوں طرف بہترین متبادل مل سکتے ہیں اور مل بھی جائیں گے میں نے انکار کردیاتومیرا مقصد کسی کی توہین کرنا نہیں تھا، اگر اس نے توہین سمجھ کر مجھ سے بازپرس کی ہے تو یہ اس کا ذہنی خلل ہے۔آئندہ یہ میری راہ میں آنے یابات کرتے ہوئے سو بار سوچ لے۔'' غصے سے موسیٰ کو دیکھتے عیشہ سے کہتی وہ بستر سے اتر آئی تھی۔موسیٰ پرمنتہیٰ کے الفاظ نے کسی اور ہی انداز میں اثر کیا تھا۔

''مائی فٹ! یہاں کون مر رہا ہے تمہارے لیے؟''

''تو پھر اس سارے ڈرامے کا مقصد؟'' انتہائی سلگ کر پوچھا تو وہ ایک دم غصے سے بے قابو ہواتھا۔

"تم انتہائی بدتمیز اور بدتہذیب لڑکی ہو۔" منتہیٰ زہرخند انداز میں ہنس دی۔

"شکریہ! اور کوئی ارشاد..." وہ غصے سے گھورتا پاؤں پٹختے وہاں سے چلا گیا تو اس نے بھی سر جھٹکا۔عیشہ نے بڑی بے چارگی سے اسے دیکھا۔

"موسیٰ بھائی نے ویسے ہی پوچھ لیا ہوگا' تم نے خوامخواہ برامنالیا۔"

"اب تم میرا دماغ چاٹنے نہ بیٹھ جانا اور اپنے بھائی کو اچھی طرح سمجھا دو آئندہ اس نے میرے ساتھ الٹی سیدھی بات کی تومیں سیدھا چاچاجی کے پاس چلی آؤں گی۔ڈرتی نہیں ہوں کسی سے۔" غصے سے اسے جواب دے کر وہ جہاں زیب کا بھی انتظار کیے بغیر وہاں سے نکل آئی تھی۔

اس کے بعد موسیٰ منیر کا جب بھی گاؤں آنا ہوا دونوں کے درمیان عجیب سی سرد جنگ چھڑ گئی تھی۔دونوں میں سے کوئی ایک چلتے پھرتے کوئی نہ کوئی ایسی بات کرجاتا کہ دوسرا فریق اپنی جگہ سلگتا رہ جاتا تھا۔

...☆☆☆...

اس دن وہ عیشہ کے ساتھ کالج کے میدان میں اپنے گروپ سمیت بیٹھی ہوئی تھی۔ماہ جبیں اپنی بہن کی منگنی کی تصاویر لے کر آئی تھی وہ سب مل کر ہر تصویر پر تبصرے کررہی تھیں۔

"واہ' زبردست ' بڑی پیاری لڑکی ہے۔کون ہے؟" ستارہ ایک تصویر کو دیکھ کر ماہ جبیں سے پوچھ رہی تھی۔لڑکی واقعی بہت پیاری تھی۔منتہیٰ نے بھی سراٹھا کر ماہ جبیں کو دیکھا۔

"یہ فاروق بھائی(بہن کا منگیتر) کی بہن ہے۔اپیا کی نند نتاشا۔" ستارہ نے تصویر پلٹی تھی۔اگلی تصویر دیکھ کر جہاں عیشہ چونکی تھی وہیں وہ بھی حیران ہوئی تھی۔

"یہ لڑکا کون ہے ؟" ستارہ پوچھ رہی تھی دونوں نے پھر ماہ جبین کو دیکھا۔

"ویسے تو یہ فاروق بھائی کے دوست ہیں' ان کے ساتھ ہی آرمی میں ہوتے ہیں۔فاروق بھائی کی منگنی والے دن ہر کام میں پیش پیش رہے تھے۔" منتہیٰ

نے موسیٰ کی تصویر پر ایک دفعہ پھر نگاہ ڈالی اور پھر بے پروائی سے اگلی تصویر پلٹ دی مگر اگلی تصویر دیکھ کر وہ دونوں ٹھٹکی تھیں۔

"یہ لڑکا لگتا ہے کچھ زیادہ ہی تمہارے بہنوئی کی فیملی کے ساتھ انوالو ہے۔" ستارہ تصویر کو دیکھ کر تبصرہ کررہی تھی۔منتہیٰ کے چہرے پر نجانے کیوں اک استہزائیہ سی مسکراہٹ آئی تھی' اس نے مسکرا کر عیشہ کو دیکھا تووہ نظر چراگئی۔منتہیٰ نے دوبارہ تصویر کو دیکھا۔وہ لڑکی نتاشااور موسیٰ ساتھ کھڑے تھے۔بڑا مسکراتا ہوا کلوز اپ تھا۔

"ویسے مزے کی بات بتاؤں' نتاشا بہت پسند کرتی ہے اس کو۔نتاشا کیا' فاروق بھائی کی پوری فیملی موسیٰ کی دیوانی ہے۔انکل آنٹی تو نتاشا اور اس لڑکے کے بارے میں خاصے سنجیدہ ہیں۔یہی حال نتاشا کا بھی ہے۔"

"اور موسیٰ...! وہ کیا چاہتا ہے؟" ماہ جبیں کے انکشاف پر ایک دم اس کے لبوں سے پھسلا تھا۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"وہ تو مجھے نہیں معلوم مگر فاروق بھائی کی فیملی کی خواہش سے بے خبر تو نہیں ہوگا موسیٰ۔جس طرح یہ دونوں اکٹھے تصویر میں کھڑے ہیں' اندازہ لگالو۔" اس نے مسکرا کر کندھے اچکائے تو عیشہ نے کچھ کہنے کو لب کھولے مگر پھر بھینچ لیے۔کسی کو بھی اس نے نہیں بتایا تھا کہ یہی موسیٰ اس کا بھائی ہے۔آگے بھی کئی تصاویر میں موسیٰ اس لڑکی کے ساتھ تھا۔منتہیٰ کے سامنے عیشہ کو بڑی شرمندگی ہو رہی تھی' وہ تو پہلے ہی موسیٰ سے بدظن تھی اب رہی سہی کسر ان تصاویر نے پوری کردی ہوگی۔

"ماہ جبیں یہ تصاویر ایک دن کے لیے مجھے دوگی؟ بہت پیاری تصاویر ہیں۔میں گھر میں دکھاؤں گی۔" عیشہ کے کہنے پر منتہیٰ نے تعجب سے اسے دیکھا۔دو دن سے موسیٰ آیا ہوا تھا۔ایسے میں ان تصاویر کے مانگنے کانجانے کیا مطلب تھا۔

"کیوں نہیں' ضرور لے جائو۔" اس نے فوراً ہامی بھری تھی۔

"شکریہ!" وہ مشکور ہوئی۔

"تم نے یہ تصویریں کیوں لی ہیں؟" واپسی میں منتہیٰ نے پوچھا تھا۔

"موسیٰ بھائی ادھر ہی ہیں' ان سے پتا کروں گی کہ یہ کیا چکر ہے۔یہاں ہم لوگ کیا کچھ سوچے بیٹھے ہیں اور ادھر کوئی اور ہی کہانی ہے۔ایک تصویر کی بات ہوتی تومیں درگزر کرجاتی مگر یہاں تو پورا البم ہے۔"

"چھوڑویار! اس کی زندگی ہے وہ جیسے مرضی گزارے پھر اپنے لیے جیون ساتھی کے انتخاب کا ہرانسان کوحق حاصل ہے۔اگر اس نے ایساکرلیا ہے تو کیا مضائقہ ہے؟ تمہیں تو خوش ہونا چاہیے کہ اتنی پیاری اور امیر کبیر فیملی سے بھابی مل رہی ہے تمہیں۔"

"یہ تم کہہ رہی ہو؟ حیرت ہے۔تمہاری تو بھائی سے ازلی دشمنی ہے۔اتنے نیک خیالات کس لیے...؟" طنز سے پوچھا تو وہ ہنس دی۔

"میری اس سے کوئی دشمنی نہیں' اور جو حق پر ہے' اس کاساتھ دیتی ہوں۔" وہ سر جھٹک گئی۔چند لمحے بعد پھر منتہیٰ کو دیکھا۔

"مگر منتہیٰ! ہم لوگ اب بھی صرف تمہیں ہی موسیٰ کے لیے اپنے گھر لانا چاہتے ہیں۔تمہاری جگہ کوئی نہیں لے سکتا۔تمہارے انکار سے سب نے وقتی طور پر خاموشی ضرور اختیار کرلی ہے مگر ہمارے بڑوں میں یہ طے ہوچکاہے کہ تمہاری شادی موسیٰ سے ہی ہوگی۔" اس نے منتہیٰ کے اعصاب پر دھماکا کیا تھا۔

"کیا بکواس ہے یہ ...؟"

"بکواس نہیں حقیقت ہے۔بھلے زہرہ باجی سے پوچھ لینا۔" منتہیٰ لب بھینچے اسے دیکھے گئی۔

"اگر یہ سچ ہواتو...!" اس کے دل ودماغ میں اک جنگ سی چھڑ گئی تھی۔اچانک کچھ خیال آنے پراس نے عیشہ کو دیکھا اور پھر اس کی گود میں پڑے تصاویر والے البم کو۔

"یہ تصاویر تم مجھے دو' میں ماہ جبیں کی بہن کی تصاویر گھر والوں کو دکھاؤں گی۔" عیشہ نے تعجب سے اسے دیکھا تو منتہیٰ نے اس کی گود سے البم اٹھالیا۔

"مگر ان میں صرف ماہ جبیں کی بہن کی تصاویر نہیں ہیں۔موسیٰ بھائی اوراس لڑکی کی بھی ہیں۔" اس نے الجھ کر اسے دیکھا وہ مسکرادی۔

"توکیا ہوا؟ اچھا ہے ناسب گھر والے موسیٰ اور اس کی پسند کو دیکھ لیں گے اور میرے لیے انکار کرنا آسان ہوجائے گا۔"

"ہرگز نہیں، واپس کر دو یہ البم... میں نے اس نیت سے ماہ جبیں سے نہیں لیا تھا۔" اس نے فوراً سمجھ کر غصے سے اسے گھورتے ہاتھ سے البم لینا چاہا مگر اس نے ہاتھ پیچھے ہٹالیا۔

"سوری ڈیئر! اب یہ تمہیں تب ہی ملے گا جب موسیٰ اور اس لڑکی کی تصاویر میرے اور تمہارے گھر کے سب لوگ دیکھ لیں۔" اس نے بڑے آرام سے البم بیگ میں ڈال کر بیگ کندھے پر چڑھا لیا تھااور عیشہ نے بڑی بے بسی سے اسے دیکھا تھا۔

...☆☆☆...

نتیجہ منتہیٰ کی سوچ کے مطابق تھا۔

زہرا بھابی تو تصاویر دیکھ کرگنگ سی ہوگئی تھیں۔

"موسیٰ ایسا کیسے کرسکتا ہے؟ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ ہرحال میں اسے تم سے ہی شادی کرنا ہوگی۔"

"میں کیا کہہ سکتی ہوں۔یہ تصاویر آپ کے سامنے ہیں، میں نے موسیٰ سے شادی نہیں کرنی کیوں...؟ ثبوت آپ کے پاس ہیں۔"

"میں موسیٰ سے بات کرتی ہوں۔مذاق ہے کوئی بھلا یہ سب... اور تم تب تک خاموش رہوگی، کسی اور سے تصاویر کا فی الحال ذکر نہیں کروگی۔میں موسیٰ سے سب کلیئر کروں گی۔ہوسکتا ہے جیسا ان تصاویر میں نظر آرہا ہے ویسا نہ ہو۔" وہ پرامید تھیں۔منتہیٰ نے کندھے اچکادیئے۔وہ تصاویر لے کر فوراً اپنے گھر پہنچی تھیں۔موسیٰ اپنے کمرے میں تھا کل اس نے واپس چلے جانا تھا۔آپا کو دیکھ کر مسکرادیا۔

"آیئے آپا! بیٹھیں۔"

"یہ کیا ہے موسیٰ؟ کون ہے یہ لڑکی ...؟" انہوں نے انتہائی غصے سے تصویروں والا البم اس کے سامنے پٹخ دیا تھا۔

"کیا ہوا ہے۔کس بات کا غصہ ہے ؟" ایک نظر البم کو اور پھر بہن کو دیکھ کر پوچھا تو انہوں نے غصے سے البم کھول کر تصویر اس کے سامنے کردی۔

"کون ہے یہ ؟" موسیٰ تصویر دیکھ کردنگ رہ گیاتھا۔

"فاروق کی بہن نتاشا!"

"کب سے ہے یہ سلسلہ؟"

"کیسا سلسلہ آپا؟"

"کیا شادی نہیں کرناچاہتے تم اس سے؟" موسیٰ نے الجھ کر انہیں دیکھا۔ اچانک خیال آیا یہ البم اور معلومات انہیں کہاں سے ملی تھیں؟

"پہلے آپ یہ بتائیں' یہ البم کہاں سے آیا ہے' اور میرے بارے میں یہ معلومات آپ کو کس نے دی ہیں؟"

"منتہیٰ نے... منتہیٰ کی کسی دوست کی بہن کی منگنی اس لڑکے کے بھائی سے ہوئی تھی۔وہیں اس نے سب دیکھااور معلومات ملی تھیں۔شکر کرو اس نے ابھی بڑوں میں سے کسی سے ذکر نہیں کیا۔سیدھا مجھے لاکر البم دے دیا۔" غصے سے کہتے انہوں نے موسیٰ کو دیکھا تو اس کاجی چاہا ایک منٹ بھی ضائع کیے بغیر جائے اور منتہیٰ کا سر پھاڑ دے۔پھر بڑے تحمل سے بہن کو دیکھا۔

"آپا! اتنی لمبی چوڑی میں نے کوئی پلاننگ نہیں کی ہوئی۔یہ فاروق کی فیملی ہے امیر کبیر لوگ ہیں۔نتاشا خود بھی بڑی سلجھی ہوئی تعلیم یافتہ لڑکی ہے۔ منتہیٰ سے لاکھ درجے بہتر ہے' اگر میں اس کے بارے میں سوچوں بھی تو کوئی حرج نہیں ہوگا۔"

"ہرگز نہیں! تم اچھی طرح جانتے ہو کہ ہم سب کیا چاہتے ہیں۔منتہیٰ سے تمہاری شادی کا سلسلہ محض الفاظی نہیں ہے۔"انہوں نے غصے سے باور کروایا تھا۔

"آپا! میں منتہیٰ کے سلسلے میں صاف اور واضح انکار کرچکا ہوں۔ایسا ہی وہ بھی کرچکی ہے تو پھر نتاشا کے سلسلے میں سوچا جاسکتا ہے۔" بڑے آرام سے اس نے بہن کو سمجھانا چاہا تھا۔

"تمہارے اور منتہیٰ کے انکار کو محض تم دونوں کی کم عقلی سمجھتے ہوئے بڑوں نے چپ سادھ لی تھی مگر دونوں گھروں میں تم دونوں کا رشتہ طے ہے' اس سے تم بے خبر نہیں ہو۔ہاں' منتہیٰ ضرور بے خبر تھی اور میرا نہیں خیال اب اس معاملے کو مزید لٹکایا جائے گا۔"

"آپا! مجھے منتہیٰ سے شادی نہیں کرنی۔آپ لوگ ایک بار نتاشااور اس کی فیملی سے تو مل لیں وہ بہت اچھی اور سلجھی ہوئی فیملی ہے۔" اس نے آپا کے دو ٹوک انداز پر غصے سے کہا تو وہ کئی لمحے تک بغور دیکھے گئیں۔

"ہمیں کوئی ضرورت نہیں کسی سے ملنے کی اور بہت افسوس کی بات ہے موسیٰ! تمہارے سامنے ساری بات تھی' تم نے ذرا بھی نہ بتایا کہ تم کسی اور لڑکی کی وجہ سے انکار کررہے ہو؟ اگر تم بتادیتے تو کم از کم میں اماں ابا کو

منتہیٰ سے متعلق کوئی حتمی فیصلہ کرنے سے باز رکھتی۔اب کچھ نہیں ہوسکتا۔"انہوں نے بہت دکھ سے کہا تو وہ فوراً بولا۔

"میں نے کسی وجہ سے پہلے انکار نہیں کیا تھا۔ٹھیک ہے' فاروق کی فیملی سے بہت پرانے تعلقات رہے ہیں مگر پہلے ایسا نہیں سوچا تھا۔اب اگر سوچ رہا ہوں تو بات آپ تک بھی پہنچ گئی ہے اور میں نہیں سمجھتا کہ یہ اتنی بڑی بات ہے جسے مسئلہ بنایاجائے۔زندگی مجھے گزارنی ہے تو اپنی زندگی کے ساتھی کاانتخاب کرنے کا بھی مجھے حق حاصل ہونا چاہیے۔"

"کیا کمی ہے منتہیٰ میں؟"

"وہ بہت بدتمیز' منہ پھٹ اور زبان دراز لڑکی ہے۔خوب صورتی کو میں نے کبھی اہمیت نہیں دی مگر میں جس طرح کے لوگوں اور سوسائٹی میں اٹھتابیٹھتا ہوں' میں نہیں سمجھتا کہ منتہیٰ اس ماحول میں ایڈجسٹ کرسکے گی۔" آپا نے بڑی خفا نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

”اتنا کچھ تم سوچ چکے ہو اور کہتے ہو کہ تم نے کوئی لمبی چوڑی پلاننگ نہیں کی؟ ٹھیک ہے‘ میں اماں ابا تک تمہارے دل کی بات پہنچادیتی ہوں آگے جو ہوگا تم خود دیکھ لینا۔ویسے موسیٰ تم نے ہمیں بہت مایوس کیا ہے۔منتہیٰ کیسی لڑکی ہے‘ کاش تم اسے سمجھ سکتے۔منتہیٰ سے متعلق اتنی منفی سوچ رکھتے ہو تم... حیرت ہے۔“ وہ اٹھ کھڑی ہوئی تھیں۔منتہیٰ کے ذکر پر موسیٰ کی بھنویں تن گئی تھیں۔

اسے سارے فساد کی جڑ ہی منتہیٰ نور لگ رہی تھی۔اچھی خاصی پرسکون زندگی تھی مگر جب سے گھر والوں نے منتہیٰ نام کا شوشا چھوڑا ہوا تھا‘ سارا سکون آرام غارت ہوگیا تھا۔اور اب نجانے کہاں سے وہ یہ البم اٹھالائی تھی جو آپا اس کی کلاس لینے پہنچ گئی تھیں۔جی تو چاہ رہا تھا کہ ابھی جائے اور منتہیٰ نور کو اس دھاندلی پر خوب سنائے۔اسے بھلا کس نے حق دیا تھا کہ وہ کسی کی ذاتیات میں دخل اندازی کرے۔اس نے بڑی مشکل سے خود پر قابو پایا

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

تھا۔آپا چلی گئی تھیں اور اماں ابا کے سامنے جاکر انہوں نے نجانے کس انداز میں نتاشا اور اس کی فیملی کا ذکر کیا تھا کہ انہوں فوراً اسے بلوالیا تھا۔

”کون ہے یہ لڑکی ؟“ اباجی کے کمرے میں اماں اور آپا ایک طرف بیٹھی ہوئی تھیں۔اس نے ایک نظر میں ہی اباجی کے تیور جانچ تھے۔

”فاروق میرے ساتھ ہی آرمی میں ہے‘ اس کی بہن ہے۔“

”کیا تعلق ہے تمہارا اس سے ؟“سوال ایسا تھا کہ موسیٰ کا غصے سے براحال ہوا۔

”میرا اس سے کسی بھی قسم کا کوئی بھی تعلق نہیں۔وہ اچھی لڑکی ہے ‘ پڑھی لکھی اور مہذب۔“

”ان پڑھ اور جاہل تو منتہیٰ بھی نہیں ہے۔“ انہوں نے دوبدو کہا تھا۔

”یہاں منتہیٰ کا بھلا کیا ذکر؟ “اس نے اپنے غصے پر بمشکل قابو پاکر کہا تھا۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"ذکر ہے، ضرور ہے، ہم اس کے ماں باپ کو زبان دے چکے ہیں۔" انہوں نے بے پناہ غصے سے کہا تھا۔

"میں نے صاف انکار کردیا تھا۔میرا اس مسئلے سے اب کوئی تعلق نہیں ہے۔" اس نے بھی بدلحاظی سے کہا تو کئی ثانیے تک اباجی اسے دیکھے گئے۔موسیٰ منیر کے تیور بڑے باغیانہ تھے۔انہوں نے پل میں اندازہ لگالیا تھا کہ موسیٰ سے غصے سے بات کرنا نقصان دہ ہے۔انہوں نے بڑے تحمل سے خود کو سنبھالا۔

"کہاں رہتی ہے یہ فیملی؟" موسیٰ نے حیران ہو کر باپ کو دیکھا۔

"اسلام آباد۔"

"ٹھیک ہے، کل تم نوکری پر تو جارہے ہو، مجھے بھی اپنے ساتھ لے چلنا۔میں اس لڑکی کو دیکھنا چاہتا ہوں اوراس کی فیملی سے بھی ملنا چاہتا ہوں۔"موسیٰ نے ایک دم حیرانی سے انہیں دیکھا۔اباجی کے الفاظ ناقابل فہم تھے وہ اتنی جلدی قائل ہوجانے والوں میں سے نہ تھے۔"اب کیا دیکھ رہے ہو؟" انہوں نے موسیٰ کے بے یقینی سے دیکھنے پر ٹوکا تو وہ ایک دم خوش ہوگیا۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"جی ضرور، میں کل آپ کو ساتھ لے جاؤں گا۔وہ بہت اچھی فیملی ہے۔آپ ان لوگوں سے مل کر بہت خوش ہوں گے۔" ابا جی خاموش ہی رہے تھے۔

"مگراباجی چاچاجی اور چاچی جی کو کیا جواب دیں گے ہم؟" باپ کو یہ فیصلہ کرتے دیکھ کر زہرا باجی فوراً بولی تھیں۔

"پہلے اُدھر تو مل لیں۔دیکھ لیتے ہیں کیسے لوگ ہیں پھر ادھر بھی جواب دے دیں گے اور بات سن موسیٰ ان لوگوں سے ملنے کے بعد اگر میرا دل نہ مانا یا وہ لوگ مجھے پسند نہ آئے تو تُو مجھے مجبور نہیں کرے گا۔" اباجی نے آپا کو جواب دے کر اسے بھی کہا تو اس نے فوراً سرہلایا۔فی الحال تو اباجی کا مان جانا ہی کافی تھا۔اسے یقین تھا اباجی کو نتاشا اور اس کی فیملی ضرور پسند آئے گی۔

...☆☆☆...

اگلی صبح منتہیٰ عیشہ کو بلانے آئی تو صحن میں ہی موسیٰ سے مڈبھیڑ ہوگئی۔وہ موسیٰ پر ایک نگاہ ڈال کر اندر چلی جانا چاہتی تھی کہ موسیٰ نے اسے روک لیا۔

”سنو!“ اس نے پلٹ کر موسیٰ کو دیکھا۔”بہت اوچھے ہتھکنڈوں پر اتر آئی ہو تم۔تمہارا کیا خیال ہے تمہاری ان حرکتوں سے متاثر ہو کر میں اپنا فیصلہ بدل لوں گا۔“ ایک دم اس نے گولہ بارود کی بوچھار کردی تھی اور منتہیٰ وہ تو ناسمجھی سے دیکھے گئی۔

”کیامطلب ہے تمہارا... کیا کیا ہے میں نے ؟“ وہ بھی فوراً تڑخی تھی۔

”آپا کو تصویریں لاکرتم نے دکھائی تھیں نا؟“

”ہاں تو پھر؟“ اس نے کافی تلخی سے اسے دیکھا تو موسیٰ کا جی چاہا کہ اس بدلحاظ لڑکی کامنہ توڑ دے۔

”توپھر یہ کہ تمہاری کوئی بھی کوشش کامیاب نہیں ہوگی۔نفرت محسوس ہونے لگی ہے مجھے تمہارے ذکر سے بھی ... تمہارا کیا خیال تھا کہ تم آپا سے

ذکر کرکے اپنے لیے راہ ہموار کرلوگی؟ مگر افسوس! تمہارے اس عمل سے میرے دل میں موجود ناپسندیدگی ونفرت میں اضافہ ہوا ہے۔“ وہ اس درجہ توہین پر اتر آیا تھا کہ منتہیٰ کا چہرہ سلگنے لگا۔

”چپ رہو۔میرا کوئی غلط مقصد نہ تھا۔تصاویر گھر عیشہ لائی تھی' میں نے تو محض آپا کو اس لیے بتایا تھا کہ وہ لوگ جو بھی سوچ رہے ہیں اس سے باز رہیں مگر افسوس...“ اس نے سلگتی اور غصہ بھری نگاہ موسیٰ پر ڈالی۔”مجھے تم سے کوئی غرض نہیں ...تم مجھے ناپسند کرتے ہو تو میں بھی تم سے اتنی ہی نفرت کرتی ہوں۔کسی خوش فہمی میں مت رہنا موسیٰ منیر! تم سے کوئی تعلق بنانے سے بہتر ہے کہ میں کسی اندھے کنویں میں چھلانگ لگادوں۔اتنے ہی تو تم شہزادہ گلفام ہونا! ہونہہ! نجانے کن خیالوں میں رہ رہے ہو۔میں تم پر تھوکتی بھی نہیں۔اتنی گری پڑی پسند نہیں ہے میری...“ اس نے اپنی توہین کابدلہ بڑے بھرپور وار سے لیا تھا۔موسیٰ اس درجہ توہین پر بلبلا اٹھا۔

”بکواس بند کرو۔“

"مجھے بھی کوئی شوق نہیں تمہیں اپنے نادر خیالات سنانے کا... اور خبردار آئندہ میرے رستے میں آئے یا مجھے روکا تو... منتہیٰ نور اتنی عام گئی گزری لڑکی نہیں ہے۔جن خوش فہمیوں میں ہو، باہر نکل آئو، تم جیسے منتہیٰ نور کے قدموں میں ہوتے ہیں۔" غصے سے اسے سنا کر وہ اندر بڑھ گئی تھی اور وہ غصے سے اپنی جگہ ساکت کھڑا رہ گیا تھا۔

...☆☆☆...

اباجی موسیٰ کے ساتھ اسلام آباد آئے تھے اور نتاشا کی فیملی سے ملے تھے۔وہ لوگ اچھے خاصے سلجھے ہوئے اور ملنسار تھے۔چائے کے بعد گفتگو کے دوران انہوں نے وہ خاص موضوع چھیڑ دیا تھا جس کے لیے یہاں تک آئے تھے۔

"بڑی پیاری اور سلجھی ہوئی بچی ہے آپ کی ، ماشاء اللہ!" نتاشا نے مسکرا کر موسیٰ کو دیکھا وہ بھی مسکرادیا۔اسے یقین تھا کہ اباجی ایک بار نتاشا سے مل کر کبھی انکار نہیں کریں گے۔"موسیٰ نے مجھ سے آپ لوگوں کی فیملی کا ذکر کیا تھا آج آیا بھی بطور خاص اسی سلسلے میں ہوں۔اس سے پہلے ہم نے موسیٰ

کی بات کہیں اور طے کررکھی تھی۔میری بڑی بیٹی کی نند ہے، چھوٹی بیٹی بھی وہیں دے رہا ہوں ہمارے ساتھ ہی گائوں میں رہنے والا خاندان ہے۔شروع سے بڑی محبت اور آپس میں بڑا پیار ہے۔وہ بچی پڑھ رہی ہے، خوب صورت بھی ہے، بتایا ہوگا موسیٰ نے آپ لوگوں کو؟"اباجی بڑی سنجیدگی سے بتارہے تھے اور موسیٰ کے چہرے کا رنگ اڑتاجارہاتھا۔وہاں موجود سب لوگ حیران ہو کر موسیٰ اور اس کے دیہاتی باپ کو دیکھ رہے تھے۔نتاشا نے بڑی شکایتی نظروں سے موسیٰ کو دیکھا تووہ نظریں چرا گیا۔"دیکھیں دو بیٹیوں کا سسرال ہے، اچھے لوگ ہیں مگر بیٹی کا رشتہ لے کر اب انکار کرتا ہوں تو میری بیٹی کا رشتہ بھی وہ لینے سے انکار کرسکتے ہیں مگر موسیٰ کو یہ سب نظر نہیں آرہا۔ زندگی تو بچوں نے گزارنی ہے پھر سوچا ہمارا کیا ہے، موسیٰ جہاں خوش ہے۔ میں اسی سلسلے میںآیا تھا، آپ کی بیٹی کا رشتہ مانگنے اگر آپ لوگ ہامی بھرتے ہیں تو میں اسے اپنے بیٹے کے لیے اچھا شگون سمجھوں گا۔مجھے آپ لوگوں کا خاندان بہت پسند آیا ہے۔اب آپ لوگ بتائیں ..."اباجی دھماکا کرکے بڑے آرام سے سب کی شکلیں دیکھ رہے تھے۔موسیٰ کا جی چاہا کہ زمین پھٹے اور وہ

اس میں سماجائے۔اسے اگر گمان ہوجاتا کہ اباجی کی اسلام آباد آمد کے پیچھے یہ محرک ہے تووہ کبھی ان کو ساتھ لے کر نہ آتا۔

”آپ آئے آپ نے ہمیں عزت بخشی بہت بہت شکریہ۔موسیٰ بہت اچھا اور فرمانبردار لڑکا ہے۔ہمارے لیے یہ بڑے بخت کی بات ہے کہ ہماری بیٹی اچھی فیملی میں جائے۔سلجھا ہوا ہم سفر ہو اس کا' مگر مجھے بڑا افسوس ہے کہ موسیٰ نے کبھی ہم سے اپنی منگنی وغیرہ کا ذکر نہ کیا اور نہ ہی کچھ اور بتایا۔پھر بھی ہم آپ لوگوں کو سوچ کر جواب دیں گے۔یہ رشتے ناتے یوں تو نہیں ہوجاتے' آپ کی صاف گوئی مجھے پسند آئی۔“ فاروق نے بہت ٹھہر ٹھہر کر کہا تھا۔

”کیوں نہیں' آپ ضرور سوچیں۔ماں باپ تو اولاد کے لیے ہر فیصلہ ہی سوچ سمجھ کر کرتے ہیں مگر اولاد...آپ بیٹی کے ماں باپ ہیں' میری صاف گوئی کو ایک بیٹی کے باپ کی مجبوری سمجھ لیجیے گا۔دھوکا دہی میری فطرت نہیں' اگر میں کسی کی بیٹی کے لیے انکار کروں گا تو یقینا اپنی دوسری بیٹی وہاں نہیں

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

دوں گا۔بے شک وہ بچہ بہت اچھا پڑھا لکھااور سلجھا ہوا ہے مگر باپ ہوں نا! وہ بھی بیٹی کا اس لیے دوسروں کی بیٹی کی توہین کرتے ہوئے بھی ڈرتا ہوں۔“ موسیٰ ششدر سااباجی کا دوغلاپن دیکھ رہا تھا۔فاروق نے بڑی شکایتی اور غم وغصے سے بھرپور نگاہ سے اسے دیکھا تو اسے لگا وہ زمین میں دھنس گیا ہے۔اس سے زیادہ ان مخلص لوگوں کی توہین اور کیا ہوسکتی تھی۔اباجی نے موسیٰ کے تیوروں کو دیکھااور پھر مسکرا کر اٹھ کھڑے ہوئے۔

”مجھے بہت خوشی ہوئی ہے آپ لوگوں سے مل کر... امید ہے آپ لوگ سوچ سمجھ کر وہی جواب دیں گے جس میں بچوں کی خوشی ہوگی۔دیکھیں جی ہم تو زندگی گزار چکے ہیں' اب تو ان بچوں کا دور ہے۔ان کی خوشی کی بات ہے...“ وہ نتاشا کے ماں باپ سے الوداعی کلمات ادا کرتے ہوئے بھی موسیٰ اور باقی لوگوں کو تکلیف دینے سے باز نہ آئے تھے۔

”جی ضرور...“ فاروق کے والد صاحب نے بڑی خوش اخلاقی سے بھرم رکھا تھا۔اور موسیٰ! وہ تو کسی سے نظر ملانے کے قابل بھی نہ رہا تھا۔کتنی عزت

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

تھی اس کی اس گھر میں ... فاروق جیسا مقام تھا ان ماں باپ کی نظر میں اور اب ...!

نجانے وہ کیسے اور کن قدموں پر چل کر وہاں سے واپس آیا تھا۔

"اباجی! اگر آپ نے یہ سب ہی کرنا تھا تو مجھے بتادیا ہوتا' میں خود ہی انکار کردیتا۔آپ نے ان لوگوں کی تذلیل کی ہے' وہ بھی ان کے گھر میں بیٹھ کر... بہت برا کیا آپ نے " وہ باہر آتے ہی پھٹ پڑا تھا۔انہوں نے بڑے تحمل سے اسے دیکھا۔

"میں نے کوئی کسی کی تذلیل نہیں کی۔اصل صورت حال بتائی ہے۔میں ان لوگوں سے متاثر ہوا ہوں۔وہ بچی بھی بہت پسند آئی ہے مجھے' اسی لیے میں نے پرانی بات بتادینا مناسب سمجھا کہ اگر کسی اور ذریعے سے انہیں خبر ہوتی تو ایویں ہی یہ لوگ پریشان ہوں گے۔" اباجی کے بیان پر موسیٰ نے لب بھینچ لیے تھے۔اباجی سے کچھ بھی کہنا فضول تھا' جو ہونا تھا وہ ہوچکا تھا۔

...☆☆☆...

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

آخر وہی ہوا تھا جس کا موسیٰ کو ڈر تھا۔فاروق کی فیملی نے فون کرکے نتاشا کے رشتے سے انکار کردیا تھا۔موسیٰ نے فاروق سے ملنے اور نتاشا سے بات کرکے سمجھانے کی اپنی سی کوشش کردیکھی مگر نتیجہ صفر رہا۔وہ لوگ موسیٰ کے اتنی بڑی بات چھپانے پر اس سے بری طرح ناراض ہوگئے تھے۔موسیٰ لاکھ وضاحتیں کرتا رہا مگر ان لوگوں کی "ناں" ہاں میں نہ بدلی تو وہ گھر والوں سے ناراضگی کے اظہار کے طور پر کئی ماہ تک واپس پلٹ کر نہ آیا۔

اباجی مطمئن تھے جس طرح انہوں نے دوغلے پن کا مظاہرہ کرکے اس رشتے سے جان چھڑوائی تھی' موسیٰ کو وہ سراسر قصور وار لگتے تھے۔وہ نتاشا کی فیملی کے انکار کا سراسر ذمہ دار اباجی کے رویے کو قرار دیتا تھا مگر اباجی مطمئن تھے۔انہوں نے موسیٰ کو کچھ عرصہ اس کے حال پر چھوڑ دیا تھا اور یہ رشتے والی بات آپا' اماں' ابااور موسیٰ کے علاوہ کسی دوسرے فرد کومعلوم نہ ہوسکی تھی۔

عیشہ اور منتہیٰ ایگزیمز دے کر فارغ ہوئیں تو اباجی نے دونوں طرف گفت وشنید کے ذریعے باقاعدہ منتہیٰ اور موسیٰ کا ناصرف رشتہ طے کردیا بلکہ عیشہ اور جہاں زیب کی شادی کے ساتھ ہی ان دونوں کی بھی تاریخ طے کردی۔

منتہیٰ جسے اپنے اماں اباسے اس دھاندلی کی امید نہ تھی وہ یوں اچانک صورت حال بدلتے دیکھ کر خوب بگڑی۔لاکھ اعتراض کیے' سر پٹختی رہ گئی تھی مگر کسی نے اس کے انکار کو بچکانہ فیصلہ سے زیادہ اہمیت نہ دی تھی۔شدید احتجاج 'بھوک ہڑتال اس نے ہر حربہ آزما ڈالا مگر لگتا تھا کہ جیسے ہر کسی نے جان بوجھ کر اس کی طرف سے آنکھ بند کرلی ہے۔ایک دن اباجی اسے خود بٹھا کر سمجھانے لگے۔

"دیکھ منتہیٰ پتر! میں تیرے جتنا پڑھا لکھا نہیں ہوں مگر زندگی نے جو سبق پڑھایا ہے وہ تم نے ابھی نہیں پڑھا۔ماں باپ کبھی اولاد کا برانہیں چاہتے۔ہم تیرے دشمن نہیں۔موسیٰ اچھا لڑکا ہے' آج کل تو دیکھ تو رہی ہے' کیسے اچھے رشتوں کا کال پڑا ہوا ہے' اگر میں باہر بھی دیکھ لوں تو دل پھر بھی مطمئن

نہیں ہوگا کہ نجانے کوئی کیسا ہو' یہاں یہ تو اطمینان ہے ناکہ وہ اچھا سلجھا ہوا باکردار لڑکا ہے۔فوج میں ہے' زندگی میں ترقی کرنے والاانسان ہے۔تو خوش رہے گی۔میں نے بہت سوچ سمجھ کر ہاں کی ہے' تونے پہلے بھی انکار کیا ہم چپ رہے' اب بھی تمہیں سمجھا رہا ہوں' جو ہو رہا ہے اسے پتر چپ کرکے قبول کرلے۔شریف عزت دار گھرانوں کی لڑکیاں ایسے معاملو ں میں ماں باپ کے سامنے زیادہ احتجاج کرتی اچھی نہیں لگتیں' تو تو میری بہت اچھی اور سمجھدار دھی ہے۔تو میری بات سمجھ گئی ہے نا!"" اباجی کے سمجھانے پر وہ لب دانتوں تلے دبائے چپ چاپ رہ گئی۔کئی دلائل تھے جووہ دے سکتی تھی مگر اب کوئی فائدہ ہی نہ تھا' اباجی کاانداز فیصلہ کن اور دوٹوک تھا۔وہ اسے سمجھانے آئے تھے ناکہ اس کے احتجاج اور دلائل کو سننے...اس کے بعد اس نے لب سی لیے تھے' موسیٰ کا کیاردعمل تھا' اسے علم نہ تھا مگر وہ اتنا تو اچھی طرح جانتی تھی کہ موسیٰ بھی اس رشتے پر راضی نہ ہوگا۔جس طرح تاریخ طے ہونے اور بعد کے دنوں میں بھی موسیٰ گائوں نہیں لوٹا تھا۔منتہیٰ کے اندر سے ہراحساس ہی مرگیاتھا۔ان چاہے ہونے کااحساس اس سب پر

حاوی تھا۔اس کے دل میں موسیٰ کے لیے کوئی بھی جذبہ نہ تھا‘ اسی طرح موسیٰ کے دل میں اس کے لیے ...پھر نباہ ہوتا بھی تو کیسے...؟ وہ اپنے بڑوں کو سمجھانے سے قطعی قاصر تھی۔جوں جوں شادی کے دن قریب آرہے تھے اس کے اندر کی وحشت واضطراب بڑھتا جارہاتھا۔موسیٰ گائوں سے تقریباً ہر رابطہ منقطع کیے بیٹھا ہوا تھا۔اباجی سے اس کی ناراضگی اس قدر شدت اختیار کرگئی تھی کہ اماں اٹھتے بیٹھتے ہولتی رہتی تھیں۔

شادی کی تاریخ طے کرنے کے بعد جوں جوں دن گزر رہے تھے اماں جی کا دل موسیٰ کی لاتعلقی پر ہولتا جارہاتھا۔تاریخ طے ہونے پر اباجی نے اسے اسلام آباد فون کرکے اطلاع دے دی تھی مگر اس کی بے حسی جوں کی توں تھی۔

”آپ کو کتنی دفعہ کہہ چکی ہوں خود جاکر اسے لے کر آئیں۔آپ کو پتا ہے وہ اب خود سے نہیں آنے والا... چند دن رہ گئے ہیں شادی میں‘ میرا دل ہول رہا ہے۔پوری برادری اکٹھی ہے۔کہا بھی تھا اتنی جلدی نہ کریں‘ ابھی غصے میں ہے کچھ عرصہ گزر جائے گا جب مٹی پڑجائے گی‘ غصہ ٹھنڈا

ہوجائے گا تو شادی بھی کردیں گے مگر آپ اپنی ہی کرتے ہیں۔“اماں جی اباجی سے الجھ بیٹھی تھیں۔انہوں نے پرسوچ انداز میں اپنی بیوی کودیکھااور پھر سرہلادیا۔اب واقعی انہیں خود ہی اسلام آباد کا چکر لگانے کی ضرورت تھی۔ شادی میں محض آٹھ دن رہ گئے تھے۔اب اس کے بنا کوئی اور راہ بھی نہ تھی۔اولاد سرکش ہوجائے تو اسے کیسے نکیل ڈالتے ہیں وہ اچھی طرح سمجھتے تھے۔

”ہاں کل پرسوں میں بھی سوچ رہا ہوں اسلام آباد جائوں۔بڑا بدلحاظ اور بے حس ہوگیا ہے موسیٰ‘ اچھی خاصی کلاس لینے کی ضرورت ہے اب۔“ وہ اپنی رائے دے کر اٹھ گئے تھے۔اگلے دن تو انہیں کام تھا مگر اس سے اگلے دن وہ صبح صبح ہی اسلام آباد کے لیے روانہ ہوگئے تھے۔پچھلے دوسالوں سے موسیٰ مستقل اسلام آباد ہی پوسٹ تھا۔اباجی کوسامنے دیکھ کر موسیٰ کے اندر اپنے نقصان کا احساس مزید شدت اختیار کرگیا تھا۔

"کتنے پیغام بھیجے، کتنے فون کیے تھے۔چھ دن بعد تیری شادی ہے اب تک تو پوری برادری اکٹھی ہوگئی ہے۔اللہ خیر کرے میرے گھر کی دو اکٹھی شادیاں اور آخری خوشی ہے، سوارمان ہیں مگر تم ابھی تک ادھر ہی ٹکے ہوئے ہو؟"

انہوں نے بات شروع کی تو موسیٰ کا غصے سے برا حال ہوگیا۔ایک تو اباجی کا انداز دوسرا منتہیٰ سے شادی کا تصور... وہ تو ابھی تک نتاشا لوگوں کے سامنے ہونے والی بے عزتی ہی نہیں بھول پایاتھا۔اب اچانک یہ سب کیسے قبول کرلیتا۔

"مجھے کوئی شادی نہیں کروانی۔" وہ ایک دم پھٹ پڑا تھا۔اباجی نے بغور دیکھا۔

"میں تجھ سے تیری مرضی نہیں پوچھ رہا۔میں تجھے ساتھ لے کر گاؤں جانے کے لیے آیا ہوں۔چھٹی کی درخواست دے اورمیرے ساتھ چل۔"

"اباجی گستاخی معاف...آپ نتاشا کی فیملی کے ساتھ جو کرچکے ہیں اور جواباً مجھے جو ذلت اٹھانا پڑی ہے، میں ابھی تک وہی نہیں بھولا۔آپ کو اگرمیری خوشی

کی پروا نہیں تو مجھے بھی کوئی مطلب نہیں۔میں آپ کے ساتھ نہیں جاؤں گا۔" دوٹوک انداز تھا۔

"یہ تیرا آخری فیصلہ ہے؟" اباجی نے بڑی سنجیدگی سے پوچھا تھا۔

"آخری بھی اور حتمی بھی۔" موسیٰ کا بھی انداز بے لچک تھا۔

"چل کوئی بات نہیں... مگر ایک بات یاد رکھنا! چھ دن بعد تیری بارات ہے اور ساتویں دن تیری بہن کی۔چوتھے دن تم گاؤں پہنچ جانا۔ابھی میں بہانا بنالوں گا کہ تجھے چھٹی نہیں مل رہی اس لیے لیٹ آئے گا۔مگر چوتھے دن تو گاؤں میں ہوگا۔اگر پانچواں دن ہواتو تو موسیٰ یاد رکھنا! چھٹے دن میں تیری بہن کو بھی زہر دے کر خود بھی کھالوں گا اور تو جانتا ہے جومیں کہتا ہوں وہ کرتا بھی ہوں۔بھاء بشیر کی بیٹی اگر بیاہی نہیں جائے گی تو تیری بہن بھی نہیں بیاہی جائے گی۔تیرے پاس صرف تین دن ہیں، اچھی طرح سوچ لے۔چوتھے دن کامطلب ہے چوتھا دن۔پانچواں دن نہ آئے موسیٰ!" وہ سخت پتھریلے لب ولہجے میں موسیٰ کے سامنے چٹان کی طرح مضبوطی سے کھڑے

کہہ رہے تھے اور موسیٰ حیران وششدر اباجی کے بے لچک انداز میں چٹانوں کی سی سختی دیکھ رہا تھا۔

"ابا جی! یہ زیادتی ہے۔" وہ اگلے ہی پل چیخ اٹھا تھا۔

"میں پوری برادری میں بیٹھا ہوا ہوں۔میرا سر ہمیشہ اپنی برادری میں بلند رہا ہے۔تو نہیں آئے گا تو جومیں کہہ رہا ہوں وہ میں کرجائوں گا۔اچھی طرح سوچ لے۔چوتھے دن تجھے گائوں میں ہونا چاہیے ورنہ ..." وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے غضب ناک تیوروں سے سرد لب ولہجے میں کہتے اپنی دستار کو سر پر جماتے بڑے بڑے قدم اٹھاتے وہاں سے نکل گئے تھے اور موسیٰ نے بے بسی سے مٹھیاں بھینچ لی تھیں۔

...☆☆☆...

چوتھے دن کا سورج ڈوبا اور ہر طرف شام کا ملگجا اندھیرا پھیلنے لگا۔منیر صاحب کے ماتھے پر سوچ کی لکیریں گہری ہوتی چلی گئیں۔شام کے بعد رات کا اندھیرا ہر سو چھاجاتا تھا اور شام کے بعد گائوں میں آنے والے تانگے نہیں

چلتے تھے۔موسیٰ ابھی تک نہیں آیا تھا۔انہوں نے یہاں آکر بظاہر سب کومطمئن کردیاتھا مگر اب خود غیر مطمئن ہوگئے تھے۔گھر مہمانوں سے بھرا پڑا تھا۔بشیر بھائی کے گھر میں بھی ایسی ہی رونق تھی' دونوں گھروں میں ڈبل شادیاں تھیں۔مہمان داری شور شرابا 'خوشی' گیت کیساسماں تھا دونوں گھروں میں۔

"اباجی! پریشان ہیں؟" نواز نے محسوس کیا تو پوچھ لیا۔

"ہاں بس موسیٰ کی طرف سے فکر لگی ہے۔فون پر کہہ رہاتھا کہ آج آجائے گا مگر آیا نہیں۔فون تو کرکے پتا کر ذرا۔" انہوں نے نواز کو کہاتواس نے فوراً سرہلادیا مگر بار بار ملانے پر بھی موسیٰ کانمبر آف تھا۔

"میں بشیر بھائی کے ہاں جارہاہوں۔سب مرد' برادری والے ادھر اکٹھے ہیں۔تو بھی آجانا۔بارات کا انتظام اور کھانے وغیرہ کامشورہ کرنا ہے ہم نے۔" وہ اپنے آپ کومطمئن کرنے کو نواز کو ہدایت دے کر چل دیئے تھے۔

"اباجی! موسیٰ آگیا ہے۔" رات دس بجے سب مرد حضرات نے واپسی کی راہ لی تو وہ بھی نواز کے ساتھ گھر کی طرف چل دیئے۔

"اباجی موسیٰ آگیا ہے ابھی آیاہے۔" زہرا باجی جو کبھی ادھر اور کبھی ادھر چکراتی پھر رہی تھیں۔فوراً اباجی کو آتے دیکھ کر قریب آگئی تھیں اور اباجی کو لگاجیسے کندھوں سے منوں بوجھ اتر گیا ہے۔ان کا دل اندر تک پرسکون ہوتاچلاگیا۔

"اچھا! چلو اچھی بات ہے۔" وہ زہرا باجی کے سر پر ہاتھ رکھ کر اپنے کمرے کی طرف چل دیئے تھے۔موسیٰ وہیں اماں جی کے قریب بیٹھا ہوا تھا۔اباجی کو دیکھ کر اس نے منہ پھیرلیاتھا اتنی ناراضگی تھی کہ باپ کو سلام تک کرناگوارا نہ کیاتھا۔

"اچھا کیا جو آج ہی آگئے ... کل نواز کے ساتھ جاکر بازار سے اپنے لیے کپڑے وغیرہ خرید لانا۔شادی زندگی میں ایک ہی بار ہوتی ہے بعد میں نہ کہتے پھرنا کہ میری پسند کا لباس نہیں ہے۔"

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

انہوں نے بڑے پرسکون انداز میں کہتے بستر پر جگہ پکڑی تووہ لب بھینچے اٹھ کھڑا ہوا۔

"اماں جی ! میں اپنے کمرے میں جارہا ہوں' کسی کو بھی میرے کمرے میں مت آنے دیجیے گا۔" بڑی تلخی سے کہتے وہ کمرے سے نکل آیا تھا اور اپنے کمرے میں آکر اس نے زور سے دروازہ بند کردیاتھا۔باہر صحن میں ڈھولک بج رہی تھی۔موسیٰ کا جی چاہا کہ ہرچیز کو آگ لگادے۔

...☆☆☆...

منتہیٰ جو ابھی تک اسی گمان میں تھی کہ شاید موسیٰ ہی انکار کردے مگر آپا زہرا کی زبانی موسیٰ کی آمد کا سن کر اس کا دل پاتال میں اترتا چلا گیا۔اس کے اندر کی وحشت عجیب سے سرد پن کی لپیٹ میں آگئی اور اس پر اگلے دنوں تک گہری بے حسی کی کیفیت چھائی رہی۔اماں اور باجی زہرا کومنتہیٰ کے تیوروں سے سخت خوف آرہا تھا' وہ جس سرد سی کیفیت میں چلی گئی تھی اس سے آپا کا دل ہول رہا تھا۔اماں جی تو اس کے ساتھ مسلسل سر کھپا رہی

تھیں۔آتے جاتے' اٹھتے بیٹھتے اسے سمجھا رہی تھیں مگر منتہیٰ نے اپنے سارے احساسات سرد برفیلی تہہ میں چھپا کر خود کو ہر احساس سے بے نیاز کرلیاتھا۔شادی کے دن تک اس کی کیفیت برقرار رہی تھی۔شہر سے بیوٹیشن بلوائی گئی تھی۔بیوٹیشن کے ماہر ہاتھوں کا فن تھا جو منتہیٰ نور کا تراشا ہوا حسن ایک ایسی دودھاری تلوار بن گیاتھا کہ جو دیکھتا تھا' دنگ رہ جاتاتھا۔ایسا حسن جو پانی میں بھی آگ لگادے۔پتھروں کو بھی پگھلا دے۔اماں آخری وقت تک اسے نصیحتوں سے نوازتی رہی تھیں۔نکاح ' کھانے اور دیگر رسموں کے بعد رخصتی کا عمل شروع ہوا تو منتہیٰ کو اپنے سرد پن کا خول چٹختا محسوس ہوا۔بے حسی کی چادر میں اپنوں سے دور ہوجانے کا احساس شگاف بن کر دل کو ریزہ ریزہ کرگیا۔وہ سب بہن بھائیوں کی لاڈلی اور چہیتی تھی' روتی آنکھوں سے اس گھر سے رخصت ہو کر وہ موسیٰ منیر کے گھر چلی آئی تھی۔ ایک طویل رسموں کے سلسلے کے بعد اس کی جاں بخشی ہوئی تو ساجدہ بھابی اور زہرا آپا اسے موسیٰ کے بیڈ روم میں لے آئیں۔بیڈروم تازہ گلاب کے

پھولوں سے سجا ہوا تھا۔منتہیٰ کے دل کے اندر آنے والے لمحات کا تصور کرتے ہی اک سرد پن سا پیدا ہوتا چلاگیا۔

عیشہ کچھ دیر تک اس کے پاس بیٹھی اس کا دل بہلانے کا سامان کرتی رہی مگر اس کی چپ کا قفل نہ ٹوٹا۔

”منتہیٰ...! اب جو بھی ہے اور جیسا بھی ہے موسیٰ تمہارا شوہر ہے' گزری باتوں اور رویوں کو بھلا کر دل سے نئی زندگی کاآغاز کرو۔میں نے موسیٰ کو بھی سمجھایا ہے تم بھی خیال رکھنا۔اگر وہ کچھ غلط کہے بھی تو کوشش کرنا کہ برداشت کرلو۔انکار احتجاج سب کچھ تم نے آزما کر دیکھ لیا' اب یہی تمہارا سب کچھ ہے۔آپا زہرا ایک بار پھر اسے دھیمے سروں میں سمجھا رہی تھیں' اور منتہیٰ کو لگ رہاتھا کہ جیسے اس کا فشار خون بڑھ رہا ہے۔کچھ دیر بعد دونوں بہنیں چلی گئیں تو کمرے میں تنہائی کا آسیب اسے اپنی لپیٹ میں لینے لگا۔وہ بے حس بنی اطراف کو دیکھے گئی۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

موسیٰ نے رات گئے کمرے میں قدم رکھا تو پہلی نگاہ سیج پر سجی سنوری اپنے انتظار میں بیٹھی منتہیٰ نور پر پڑی تھی۔موسیٰ کو لگا اس کی رگوں میں خون کی جگہ نفرت کے انگارے گردش کررہے ہیں۔اس نے ان چند دنوں میں منتہیٰ نور سے اتنی نفرت کی تھی کہ حد نہیں اور اب اسے سامنے دیکھ کر جی چاہا اپنے اندر کی ساری وحشت اس کے وجود میں اتار دے۔اباجی کے سلوک نے اس کے غضب کو آتش فشاں بناڈالا تھا جو اب بس پھٹ پڑنے کو تھا۔

"منتہیٰ نور! تم توبڑے بڑے دعوے کرکے گئی تھیں، تم تو تھوکتی بھی نہیں تھیں مجھ جیسوں پر پھر تمہاری غیرت نے کیسے گوارا کرلیا میری اس سیج تک آنا...!" وہ بولا نہیں تھا گویا آتش فشاں پھٹ پڑا تھا۔منتہیٰ جو نجانے خود کو کیسے سنبھال رہی تھی اس انداز پر غم وغصے سے اسے دیکھے گئی۔"بہت غلط کھیل کھیلا تم نے میرے ساتھ، آپا کو ورغلایا تم نے اور پھر اباجی کے ذریعے تم نے نتاشا لوگوں کی تذلیل کروائی۔میری دوستی ختم ہوگئی، میرا بھرم ٹوٹ گیا صرف تمہاری وجہ سے ... اتنی شرمندگی، اتنی ندامت... دیکھنا منتہیٰ نور

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

بہت برا سلوک کروں گا میں تم سے ...اباجی نے جس طرح مجھے اس شادی پرمجبور کیا ہے میں بھی تمہیں اب اس حد تک مجبور کروں گا کہ تم موت کی بھی دعا کروگی مگر میں تمہیں اس قابل بھی نہیں چھوڑوں گا کہ موت تمہیں قبول کرلے۔تم نے میرے بارے میں بہت غلط رائے قائم کی... موسیٰ منیر ! اگر بہت اچھاانسان ہے تو دشمن کے ساتھ بہت

براور سفاک انسان ہے۔تم نے میرے غضب کو آواز دے کر اچھا نہیں کیا منتہیٰ بیگم ! اب ساری عمر بیٹھ کر رونا۔" گلے میں پڑی ہوئی مالا کو انتہائی وحشت سے نوچ کر ایک طرف پھینک کر سیج کی کئی لڑیوں کو بے دردی سے روندتے وہ اس کی طرف آیا تھا۔اس کے لب ولہجے پر منتہیٰ ششدر رہ گئی تھی۔

"کک... کیا مطلب ہے تمہارا؟" موسیٰ نے جیسے بس اس کی کلائی تھامی تھی وہ خوفزدہ ہو کر پیچھے ہٹی تھی۔

"جس طرح میں پل پل مر رہا ہوں' سلگ رہا ہوں اب یہ اذیت تم بھی جھیلنا۔"انتہائی بے دردی سے اسے جھنجوڑتے ہوئے اس نے کہا تھا اور منتہیٰ نور کے اندر اتنی ہمت نہ رہی تھی کہ وہ خود کو موسیٰ کی وحشت وبربریت کا شکار ہونے سے روک پاتی۔اس کی گھٹی گھٹی چیخیں اس کے حلق میں ہی دم توڑ گئی تھیں۔

...☆☆☆...

اگلے دن ان دونوں کا ولیمہ تھا اور ساتھ میں عیشہ کی بارات اور موسیٰ عیشہ کا ولیمہ اٹینڈ کرتے ہی اگلے دن اسلام آباد روانہ ہوگیا تھا۔سب نے روکا'اماں ناراض ہوئیں منیر چاچا نے دھمکیاں دیں مگر وہ اب ایک پل بھی رکنے کا روادار نہ تھا۔اور ان تین دنوں میں وہ اس قدر ویران اور بے جان ہوگئی تھی کہ سب اس کو دیکھ کر بے چین ہوجاتے تھے۔

"منتہیٰ بیٹا! کیا ہوا ہے تجھے ؟ لڑکیاں تو شادی کے بعد نکھر کر گلاب کی طرح مہکنے لگتی ہیں تجھے کیا ہوگیا ہے کچھ تو بتا! تو ایسی تو نہ تھی۔"اماں اور

زہرا باجی پوچھ پوچھ کر ہاری تھیں مگر اس کی چپ نہ ٹوٹی تھی۔مردوں نے توجہ نہ دی تھی کہ ان کے ہاں یہ کوئی اہم بات نہ تھی۔اماں تو بے چین سی تھیں مگر منتہیٰ کی چپ انہیں چپ رہنے پر مجبور کررہی تھی۔موسیٰ نے پلٹ کر خبر لینا تو ایک طرف ایک کال تک نہ کی تھی اور وہ اماں کے گھر سے سسرال اور سسرال سے میکے... اسی چکر میں دو ماہ کا عرصہ گزر گیا تو منتہیٰ کے گھر والوں کو تشویش لاحق ہوگئی۔بشیر صاحب نے موسیٰ کی اس طویل غیر حاضری کا تذکرہ منیر چاچا سے کیا تو انہوں نے بڑی بے بسی سے منتہیٰ کا اجڑا اجڑا روپ دیکھا۔وہ اول روز سے منتہیٰ کو دیکھ دیکھ کر ہول رہے تھے مگر موسیٰ کے ساتھ جتنی سختی کرچکے تھے اس سے بڑھ کر اب کیا کرتے۔

"میری بات ہوئی ہے کہہ رہا تھا کہ ایبٹ آباد پوسٹنگ ہوگئی ہے۔اتنی جلدی چھٹی نہیں مل رہی' جیسے ہی چھٹی ملی آجائے گا۔" انہوں نے بشیر بھائی کو مطمئن کرنا چاہا جو کسی حد تک سچ بھی تھا۔اور وہ کچھ مطمئن بھی ہوگئے۔

"یہ تو اچھی بات ہے پھر وہ تو اب شادی شدہ ہے اسے کہیں کہ حکومت سے گھر کا کہے، اب تو مل بھی جائے گا۔منتہیٰ کو بھی ساتھ لے جائے۔"

"ہاں، میں بھی یہی سوچ رہا ہوں..." بشیر بھائی کی بات پر انہوں نے بھی سرہلایا تھا۔موسیٰ کی اس طویل غیر حاضری نے منتہیٰ کو سنبھلنے کا کچھ موقع دیا تھا۔وہ کافی حد تک خود کو سنبھال چکی تھی۔چند دنوں میں ہی اس نے خود کو سسرال میں ایڈجسٹ کرلیا تھا۔ساجدہ بھابی اور اماں جی کے ساتھ گھر کے کاموں میں ہاتھ بٹانے سے وقت اچھا گزرنے لگا تھا۔

دن اپنی مخصوص رفتار سے گزررہے تھے۔موسیٰ کو گھروالے اکثر کال کرتے تھے۔خود سے تو اس نے کبھی رابطہ نہ کیا تھا اور نہ ہی منتہیٰ نے۔منیر چاچا جب بھی منتہیٰ کو دیکھتے ان کے دل سے اک ہوک سی اٹھتی۔اپنی طرف سے تو وہ موسیٰ کی ناراضگی ختم کرنے کی پوری کوشش کررہے تھے اگر وہ اسلام آباد ہوتا تو وہاں خود جاکر اسے مجبور کرتے مگر اب ایبٹ آباد کیسے جاتے۔فون پر وہ روز اس سے رابطہ کررہے تھے ان کے جاننے والے کچھ

آفیسر ایسے تھے جنہیں انہوں نے موسیٰ کے لیے جلد از جلد ایبٹ آباد میں ایک بنگلے کاانتظام کرنے کو کہا ہوا تھا۔وہ چاہتے تھے کہ موسیٰ، منتہیٰ کو ساتھ لے جائے شاید اس طرح دونوں کے درمیان حائل یہ سرد سی فضا ختم ہوجائے۔ان کی کوششیں کامیاب ہوئی تھیں۔موسیٰ کو وہاں بنگلہ مل گیا تھا۔انہو ں نے موسیٰ کے علم میں یہ بات نہیں آنے دی تھی کہ گھر کے سلسلے میں ان کی کوششیں شامل ہیں۔اب وہ روز موسیٰ سے رابطے میں تھے، اسے کسی نہ کسی طرح ایک چکر گاؤں کا لگانے پر مجبور کررہے تھے۔اور یہ اتفاق ہی تھا کہ ان دنوں اماں جی کی طبیعت کچھ خراب ہوگئی تھی اور انہیں چند دن اسپتال میں داخل ہوناپڑا تھا۔اماں بار بار موسیٰ سے ملنے کااصرار کررہی تھیں۔منیر صاحب کے بار بار رابطہ کرنے او راماں جی کی خراب طبیعت کا سن کر اس کادل پسیجا تھااور پھر فون پر اماں جی سے بات کرکے ان کی روتے ہوئے کی جانے والی التجا سن کر اس سے اپنا دل مزید پتھر نہ بنایا گیا تھا، چند دن کی چھٹی لے کر وہ گاؤں چلا آیا تھا۔دو دن تووہ گھر ہی نہیں آیا تھا، اماں جی کے ساتھ اسپتال میں ہی رہا تھا۔اور پھراماں جی کو فارغ کردیا

گیا تو ان کے ساتھ ہی گھر آیا تھا۔گھر میں اپنے کمرے میں منتہیٰ کو دیکھ کر اسے بہت کچھ یاد آتا چلا گیا تھا۔اس کے دل میں موجود نفرت میں مزید اضافہ ہوا تھا۔منتہیٰ کے ساتھ کیے جانے والے اپنے سلوک پر اسے ذرا بھی ندامت نہ ہوئی تھی۔بلکہ وہ خود کو حق پر سمجھتا تھا' اسے منتہیٰ اس سے بھی برے سلوک کی مستحق نظر آتی تھی۔پہلے دو دن تو بڑے سکون سے گزرے تھے۔منتہیٰ خود بھی اس کے سامنے آنے سے بچ رہی تھی' اس کی ہر ممکن کوشش تھی کہ موسیٰ منیر سے بچ کر رہے اس کا وحشیانہ سلوک وہ بھولی نہ تھی۔اسے موسیٰ کے نام سے ہی کراہیت ہونے لگتی تھی مگر وہ سمجھوتے پر مجبور تھی شاید یہ بھی خود اذیتی کی ایک کیفیت تھی۔وہ اپنے گھر والوں کو آخری حد تک باور کروانا چاہتی تھی کہ ان کا فیصلہ غلط تھا اور اب بھی غلط ہے۔

رات گئے جب اسے یقین ہوجاتا تھا کہ موسیٰ سوگیا ہوگا تب کمرے میں قدم رکھتی تھی اور سکڑ سمٹ کر بیڈ کے ایک کونے میں وسوسوں واہموں سے

بھری رات کے چند گھنٹے گزار کر وہ اذان کی آواز کے ساتھ ہی کمرے سے نکل آتی تھی۔اماں کی طبیعت بہتر تھی۔موسیٰ اپنے کسی دوست سے ملنے گیاہوا تھا۔رات کو وہ لیٹ ہوگیا تھا۔اباجی نے فون کرکے پوچھا تو اس نے کہہ دیا کہ ابھی وہ دوست کے ہی پاس ہے شاید اس کے پاس ہی رات گزارے۔منتہیٰ کے سامنے ہی منیر چاچا نے کال کی تھی اس نے شکر کاسانس لیا۔پچھلی دو راتیں گو یاسولی پرلٹکتے گزری تھیں۔آج رات لگا وہ آزاد ہے۔نائٹ بلب کی روشنی میں اپنے آپ سے بے نیاز وہ ٹیپ ریکارڈر پر کیسٹ لگا کر سننے لگی تھی۔فارغ وقت کا یہ اچھا شغل تھا۔دھیمے سروں میں گونجتی آواز کمرے میں عجب ساتاثر پیدا کررہی تھی۔وہ ہر چیز سے بے نیاز نجانے کن خیالوں میں تھی جب موسیٰ منیر نے دروازے کے اندر قدم رکھا تھا۔

"ہم تیرے شہر میں آئے ہیں مسافر کی طرح
صرف ایک بار ملاقات کا موقع دے دے

آواز ایسی دلکش تھی کہ وہ چند پل کو ٹھٹک گیا تھا۔یہ اس کی پسندیدہ غزل تھی جو اس کے کمرے میں ریکارڈ میں شامل تھی۔موسیٰ منیر کی نگاہ کرسی پر آنکھیں موندے اطراف سے بے نیاز وجود کے گرد لپٹی تو ساکت ہوگئی۔ منتھیٰ نور کی پلکوں سے پانی تسبیح کے دانوں کی طرح پھسل رہا تھا۔موسیٰ اسے دیکھ کر پھراک قیامت سے دوچار ہوا تھا۔

پچھلی دو راتوں سے وہ اس کے سوجانے کے بعد کمرے میں آتی تھی مگر آج !...

اس نے آگے بڑھ کر غصے سے ہاتھ میں پکڑا ہوا شاپر ڈریسنگ پر پٹخ دیا تھا۔ شور کی آواز پر وہ ہڑبڑا کر سیدھی ہوئی تھی۔اور موسیٰ منیر کو کمرے کے بیچوں بیچ کھڑے دیکھ کر وہ لب سی گئی تھی۔موسیٰ نے لائٹ جلاتے ہوئے منتھیٰ کو گھورا تووہ گڑبڑا کر دروازے کی طرف بڑھی۔

"کہاں جارہی ہو...؟" موسیٰ کی پھنکارتی آواز سے منتھیٰ کا دل لرزا۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"تم سے مطلب ...؟" اس نے اپنی کمزوری کو غالب نہ آنے دیا۔اب وہ موسیٰ کی کسی بھی انتقامی کارروائی کی نذر نہیں ہونا چاہتی تھی۔اپنے اعتماد کو بحال کرتے جواب دیا تھااور موسیٰ حیران رہ گیا۔منتھیٰ کا اعتماد اسے بہت ناگوار ہوا۔آگے بڑھ کر منتھیٰ کی کلائی دبوچتے ہوئے اسے واپس دھکیل دیا تھااور منتھیٰ اس درجہ غیرانسانی سلوک پر ششدر رہ گئی تھی۔

"میری زندگی کو شعلوں کی نذر کرکے تم خود کیسے اس آگ سے بچ سکتی ہو منتھیٰ نور! جس اذیت کی بھٹی میں، میں جل رہا ہوں تم بھی اس میں برابر کی شریک ہو۔اپنا حصہ تو وصول کرو۔" اس کے قریب ہوتے اس نے پھنکار کر کہا تو منتھیٰ سرعت سے مڑی اسے موسیٰ سے ایک دم خوف محسوس ہوا۔

"ٹیپ ریکارڈ بند کرو۔" بڑے تحکم سے کہا گیا تھا۔وہ کلس کررہ گئی۔

"میں نہیں کررہی بند۔" وہ اپنے آپ کو بحال کرتے ہٹیلے پن سے بولی تھی۔ وہ کیوں برداشت کرے یہ سب...! کیوں...؟

"اچھا..." بڑے دھیان سے غزل سنی جارہی تھی۔ایسا بھی کیا خاص ہے اس غزل میں... عام سی تو ہے۔"

منتہیٰ نے نفرت سے منہ پھیرلیا۔

"موسیٰ منیر! تم جیسے انسان جو اوروں کو جوتے کی نوک پر رکھیں وہ کیا جانتے ہیں کہ شاعری اور احساسات کیا ہیں۔یہ عام سی غزل ہے یا خاص تمہیں کیا تکلیف ہے؟ میں اب تمہاری کسی انتقامی کارروائی کا نشانہ نہیں بنوں گی۔"

"اچھا..." وہ استہزائیہ ہنسا۔"اتنے بڑے دعوے مت کرو منتہیٰ نور کہ خود ہی منہ کے بل گر پڑو۔جو فصل بوئی ہے وہ کاٹو بھی... جو کرچکی ہو اس کا بدلہ مل رہا ہے تمہیں ... اب اتنی تکلیف کیوں؟ " اس کی کلائی پر گرفت جماتے اس کا لہجہ ایک دم بڑا سرد سا ہوگیا تھا۔"تم ایک دوغلی' فسادی عورت ہو' میری پوری زندگی میں زہر گھول دیا ہے تم نے۔" وہ زہر بھرے لہجے میں کہہ رہاتھا۔

"اور تم خود...! میں فسادی ہوں تو تم کیا ہو؟ تم خود کو کیا سمجھتے ہو...طاقت کے زور پر عورت کو زیر کرنے والے۔ایک سطحی جذبات کے مارے انسان کے علاوہ اور کیا ہو تم...؟ ایک شکی اور منتقم مزاج انسان کے سوا..." منتہیٰ کے لہجے میں بھی نفرت ہی نفرت سرائیت کرگئی تھی۔

"بکواس بند کرو۔" وہ دہاڑا تھا۔منتہیٰ ایک دم خاموش ہوگئی تھی۔

"میں تھوکتا بھی نہیں ہوں تم پر... مگر تم نے دوسروں کے ساتھ مل کر میری زندگی کو جہنم بنانے کا جو کھیل کھیلا ہے اس کی سزا بہت تکلیف دہ ہے۔ساری عمر تمہیں اپنی اس غلطی کا خمیازہ بھگتنا ہوگا۔مجھ سے شادی کی سزا تمہیں بھگتنا ہوگی۔اور تم اب بھگتو گی بھی۔"اس کے بازو کو اپنی آہنی گرفت سے کچلتے ہوئے ایک دم وحشت پر اتر آیا تھا۔پھر وہ سسکیاں بھرتی رہ گئی تھی۔مگر موسیٰ منیر کا انتقام اس کی سسکیوں 'آہوں 'آنسوئوں سے ٹھنڈا ہونے کی بجائے اور بڑھا تھا اور وہ ایک بار پھر اس کی وحشت کی بھینٹ چڑھ گئی تھی۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

...☆☆☆...

اگلی صبح وہ بخار سے پھنک رہی تھی مگر موسیٰ کو اپنے رویے کا ذرا بھی احساس نہ تھا۔ذرا سی بھی ندامت نہ تھی اور کیوں ندامت ہوتی اس کا بھی نقصان شدید تر تھا نا! وہ واپسی کی تیاریاں کررہا تھا اور آتے جاتے منتہیٰ کو بھی سلگا رہا تھا کہ اباجی نے بلوالیا تھا۔

"جارہے ہو؟" جیسے ہی وہ ان کے کمرے میں پہنچا تھا اباجی نے پوچھا تھا۔

"جی ..."

"بنگلہ مل گیا ہے تمہیں؟"

"جی۔"

"اچھی بات ہے، منتہیٰ کو بھی ساتھ لیتے جائو۔وہ یہاں رہ کر بھلا کیا کرے گی۔پہلے ہی تم تین ماہ بعد لوٹے ہو، اب نجانے کب چکر لگائو۔اچھا ہے نا وہ

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

تمہارے ساتھ ہی جائے۔تمہیں بھی سہولت ہوجائے گی۔" اباجی کا انداز حتمی اور فیصلہ کن تھا۔

"ہرگز نہیں! ہر بار آپ نے اپنی منوائی ہے، میں اسے اپنے ساتھ نہیں لے کر جائوں گا۔وہ یہیں رہے گی۔" ایک دم غصے میں آکر اس نے انکار کیا تھا۔

"میرے ساتھ ضد اور بحث کرنے کا کوئی فائدہ نہیں موسیٰ! تم جانتے ہو میں جو کہتا ہوں وہ کرتا بھی ہوں۔تم اسے ساتھ لے کر نہیں جائوگے تو میں کل خود جاکر چھوڑ آئوں گا۔بہتر ہے تم آج خود ہی ساتھ لے جائو۔" ان کے دوٹوک انداز پر موسیٰ نے لب بھینچ لیے۔پھر وہ ایک دم وہاں سے نکل آیا تھا۔واپسی کی سفر میں روتی، دھوتی منتہیٰ اس کے ہمراہ تھی۔یہ مجبوری اور زبردستی کا تعلق اسے نبھانا ہی پڑرہا تھا، اس کے سوا اب کوئی اور چارہ بھی نہ تھا۔اس طرح وہ اسے لے کر ایبٹ آباد آگیا تھا۔مگر یہاں آتے ہی اس کا بخار پہلے سے زیادہ شدت اختیار کر گیا تھا۔چند دن بیمار رہنے کے بعد وہ اب بہتر

ہوئی تو اس نے خود کو گھر کے کاموں میں مصروف کرنے کی کوشش شروع کردی تھی۔

...☆☆☆...

آنے والے دنوں میں اس نے خود کو پوری طرح اس گھر میں ایڈجسٹ کرنے کی کوشش کی اور کامیاب بھی رہی۔موسیٰ صبح سویرے گھر سے گیا اس کے سونے کے بعد لوٹتا تھا۔اس نے موسیٰ کے ہر معاملے سے آنکھیں بند کرلی تھیں۔شادی کے پہلے کے تمام اختلافات سینے میں دبائے وہ اب صرف سمجھوتا کررہی تھی اور شاید یہی عالم موسیٰ کا بھی تھا۔وہ منتہیٰ سے ہر طرح کا برا رویہ روا رکھنے کے بعد یہ حقیقت جان گیا تھا کہ وہ کچھ بھی کرلے، منتہیٰ سے قائم تعلق اب ہر صورت نبھانا ہی پڑے گا۔

گائوں سے ابا جی ہر روز فون کرکے اس کو منتہیٰ سے اچھا رویہ رکھنے کی تلقین کرتے تھے اور اس کا جی چاہتا کہ وہ منتہیٰ کاحشر نشر کردے مگر ہر بار خود کو سنبھال لیتا کہ وہ پہلے ہی اپنی فطرت ومزاج کے برخلاف کافی

براسلوک کرچکاتھا۔اباجی کی ضد تھی منتہیٰ کو اس کے ساتھ بھیجنا اور وہ منتہیٰ کو یہاں لاکر بھول جانے کی کوشش میں تھا۔مگر اس کا ضمیر پھر بھی مطمئن نہ ہوتا تووہ سارا سارا دن باہر گزار کر جب رات گئے گھر لوٹتا تو منتہیٰ کو بیڈروم میں آرام سے سوتے دیکھ کر اس کے اندر کی وحشت میں کئی گناہ اضافہ ہوجاتا اور ایسے میں جی چاہتا کہ وہ منتہیٰ کو جھنجوڑ کر اٹھادے مگر وہ ہربار خود کو روک لیتا۔وہ خود بھی اپنے غیر انسانی سلوک سے بے چین ومضطرب رہنے لگا تھا۔

منتہیٰ بیڈروم سے منہ ہاتھ دھوکر نکلی تو ہال کمرے میں روزانہ کی طرح موسیٰ کو بڑے صوفے پر سوتا دیکھ کر اس نے ایک سرد سی نگاہ ڈالی تھی۔نجانے رات وہ کب لوٹا تھا ایک بجے تک تو وہ جاگتی رہی تھی۔اور تب تک وہ نہیں آیا تھا او راب ...!

وہ سر جھٹک کر واپس کمرے میں چلی گئی۔فجر کی نماز ادا کرکے کمرے سے نکلی تو بٹلر کچن میں موجود تھا۔

"تم جاؤ میں ناشتا خود تیار کرلوں گی۔" اسے چلتا کرکے اس نے فریج سے سامان نکالنا شروع کردیا تھا۔موسیٰ کی آنکھ کھلی تو پہلی نگاہ کچن کی طرف اٹھی۔ سبز آنچل کو لہراتے دیکھ کر اس نے پھر سے آنکھیں موند لی تھیں۔

"ایسا کب تک چلے گا؟" کسی نے اس کے اندر سے سوال اٹھایا۔"شاید ساری زندگی" اس نے تلخی سے دوبارہ آنکھیں کھول لیں۔

"محمد خان!" اس نے لیٹے لیٹے ہی سختی سے پکارا تو منتہیٰ نے چونک کر باہر جھانکا وہ صوفے پر بیٹھا دکھائی دیا۔

"جی سر!"

"بٹلر کہاں ہے؟" اس نے تحکم سے پوچھا تو منتہیٰ نے ایک گہرا سانس لیا۔ وہی روزانہ کی تکرار تھی۔

"وہ میرے ساتھ صحن کی صفائی کررہا ہے۔بیگم صاحب نے آرڈر دیا تھا کہ سارا صحن آدھے گھنٹے میں صاف ستھرا ہو۔"

"اسے بھیجو۔جس کام کے لیے وہ یہاں ہے وہی سرانجام دے۔آئندہ میں نہ دیکھوں کہ کچن کے کام کوئی اور کرے۔بھیجو اسے۔"غصے سے کہتا وہ بیڈروم کی طرف چلا گیا تھا۔

"بیگم صاحبہ! آپ مجھے ہر روز جھاڑ پلوادیتی ہیں۔صاحب کو آپ کا کام کرنا اچھا نہیں لگتا۔" وہ منہ بسورتا چلا آیا تھا۔منتہیٰ نے بڑی سنجیدگی سے اسے دیکھا۔

"تم محمد خان او راپنے صاحب کا ناشتا لے جاؤ اور پھر خود بھی کرلینا۔سب تیار ہے۔" اس کی بات کو نظر انداز کرتے اس نے خاموشی سے اپنا ناشتا ٹرے میں نکال کر ہال کمرے کی راہ لی۔صوفے پر بیٹھ کروہ آرام سے ناشتہ کررہی تھی جب نک سک سے تیار موسیٰ کمرے سے برآمد ہوا۔اسے دیکھ کر اس کی بھنویں تن گئیں۔صوفے پر آلتی پالتی مارے وہ بڑے آرام وسکون سے ناشتا کررہی تھی۔

موسیٰ کو دیکھ کر منتہیٰ کے ہاتھ رک گئے۔

وہی ہمیشہ والا سرد انداز۔

"میں شام چھ بجے گھر آئوں گا' تم تب تک تیار ہوجانا۔کچھ دوستوں نے مل کر ایک پارٹی ارینج کی ہے۔تمہیں ساتھ چلنا ہے۔" اپنے اسی بے لچک انداز میں وہ گویا تھا۔منتہیٰ نے حیرانی سے اسے دیکھا۔جی چاہا کہ صاف انکار کردے مگر پھر چپ رہی۔وہ گھر کی چار دیواری میں بند رہ کر اب اکتانے لگی تھی۔اس کا جی چاہنے لگا تھا کہ وہ باہر کی کھلی فضا میں سانس لے۔ہنسے مسکرائے' شادی سے پہلے والی بے فکر' بے پروا منتہیٰ نور بن جائے۔مگر ...آہ! وہ تیار ہو کر اپنے اسی سرد انداز سمیت چلا گیا تووہ کلس کررہ گئی۔موسیٰ کے گھر سے جانے کے فوراً بعد اس نے بٹلر اور محمد خان کے ہمراہ مل کر سارے گھر کی تفصیلی صفائی کی تھی۔ادھر سے فارغ ہو کر وہ بیڈروم میں چلی آئی اس کے کپڑوں کا سوٹ کیس اسی طرح پڑا ہوا تھا۔الماری میں تو موسیٰ منیر کی اپنی چیزوں کی کمی نہ تھی وہ بھلا کہاں اپنا سامان رکھتی۔سارے کپڑے ایک کے بعد ایک نکال کر دیکھتی رہی۔ایک سیاہ رنگ کا خوب

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

صورت کڑھائی والا لباس نکال کر اس نے بٹلر کو دیا کہ وہ پریس کردے۔

موسیٰ منیر کے ساتھ زندگی گزارنا ایک مشکل ترین کام تھا مگر وہ زندگی کو دھکا لگائے ہوئے تھی۔موسیٰ سے نہ اسے پہلے کوئی اچھی امیدیں اور توقعات تھیں اور نہ ہی آئندہ تھیں۔وہ بس اپنے ماں باپ کی عزت کی خاطر یہ سب برداشت کرنے پر مجبور تھی ورنہ موسیٰ منیر کے لیے اس کے دل میں اب سوائے نفرت کے کوئی اور جذبہ نہ تھا اور خالی خولی نفرت سے بھی آخر کب تک گزارا کرتی۔اگر آپا زہرا 'اماں' عیشہ اور منیر چاچا روزانہ کالز کرکرکے اسے موسیٰ کے ساتھ نباہ کرنے اور سمجھانے کی کوشش نہ کررہے ہوتے تو وہ موسیٰ کے ساتھ ایک دن بھی نہ رہ پاتی۔اپنوں سے اس قدر دور محض ان تسلی دلاسوں کی وجہ سے ہی ابھی تک یہاں رہ رہی تھی ورنہ یہاں رہنے کے لیے اب کچھ بھی نہ تھا۔

ہر چیز تیار کیے وہ شام تک منتظر رہی' وہ صرف تیار نہیں ہوئی تھی کیا پتا اس شخص کی نیت کب بدل جائے اور ذلت علیحدہ...! وہ ہال کمرے کی کھڑکی

کھولے باہر دیکھ رہی تھی جب موسیٰ لوٹ آیا تھا۔وہ دیکھ کر بھی انجان بنی رہی۔

”تم ابھی تک تیار نہیں ہوئیں؟“ وہ اسے سارے گھر میں دیکھ کر آیا تھا اور اب اسے صبح والے حلیے میں دیکھ کر اس کے تیور بگڑے تھے۔منتہیٰ نے اسے ایک نظر دیکھا اور کھڑکی سے ہٹ گئی۔موسیٰ کے لیے منتہیٰ کا یہ انداز بڑا توہین آمیز تھا۔وہ موسیٰ کے سامنے اب نہیں بولتی تھی' دونوں ہی کلام نہیں کرتے تھے۔موسیٰ تو کبھی کبھار مخاطب کرہی جایا کرتاتھا جبکہ وہ یہ بھی نہیں کرتی تھی۔موسیٰ اس کے پیچھے ہی کمرے میں آیا تھا۔محمد خان نے اس کالباس پریس کردیا تھا۔تب لباس بدل کر باہر نکلی تو موسیٰ کو دیکھ کر رک گئی۔

”پانچ منٹ میں تیار ہوجائو' ہمیں ابھی نکلنا ہے۔“ اسے کہہ کر وہ اپنا لباس لیے باتھ روم میں گھس گیا تھا۔اس نے کون سا خصوصی اہتمام کرنا تھا۔بال بنا کر اس نے کانوں میں سونے کے ٹاپس پہنے اور ہونٹوں پر ہلکی سی نیچرل

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

کلر کی لپ اسٹک لگالی۔وہ بستر پر بیٹھی سینڈل پہن رہی تھی جب بالوں میں برش پھیرتے موسیٰ نے اسے بھی دیکھا۔لمبے گھنے بال اس کے پہلو میں سمیٹ آئے تھے جنہیں وہ ایک ہاتھ سے سنبھالے دوسرے سے سینڈل بند کررہی تھی۔خوب صورت لباس اور ہلکی سی لپ اسٹک کے باوجود وہ بڑی سوگوار سی لگی۔موسیٰ نے شاید پہلی بار اسے غور سے دیکھا تھا۔اس کی نگاہ چند پل کے لیے اس کے چہرے پر جم سی گئی تھی۔منتہیٰ نے سراٹھایا تو موسیٰ کو خود کودیکھتے پاکر سٹپٹا سی گئی۔موسیٰ بھی پلٹ کر برش رکھ کر اپنا والٹ اور موبائل اٹھانے لگا۔

”تیار ہو...؟“ وہ اٹھ کھڑی ہوئی تو وہ اسے اپنے پیچھے آنے کااشارہ کرتے باہر نکل آیا۔

”موسیٰ ! تم بہت خوش قسمت ہو۔تمہاری وائف بہت پیاری اور باوقار ہیں۔“ اس کے دوست مرتضیٰ نے برملا تعریف کی تو منتہیٰ جھینپ گئی۔

”اور خوب صورت بھی بلا کی ہیں۔“ کسی اور نے بھی لقمہ دیا تھا۔

"بڑی شرم وحیا والی... ایسی عورت پر مرد کو فخر ہوتا ہے۔" اس کے سنیئر نے موسیٰ کے کان میں سرگوشی کی تھی۔

"اب سمجھ آئی تم نے دعوت پر بھابی کو لانے سے کیوں انکار کردیا تھا۔واقعی بھابی تو پہلی نظر میں کسی کو بھی متاثر کرسکتی ہیں، جبھی تم ٹال رہے تھے۔" کسی اور نے بڑی شرارتی آواز میں کہا۔ایسے تبصروں اور جملوں سے وہ قدم قدم پر سراہی گئی تھی۔وہ خاصی پراعتماد لڑکی تھی مگر موسیٰ نے اس کا سارا اعتماد نچوڑ لیا تھا۔بڑے عرصے بعد اسے اپنی ذات کا فخر دوبارہ حاصل ہوا تو طبیعت کچھ ہلکی پھلکی سی لگنے لگی۔یہ پارٹی خاصی کامیاب رہی تھی رات گئے جب دونوں لوٹ رہے تھے تو منتہیٰ تھکن سے بے حال پچھلی سیٹ کی پشت گاہ سے کمر ٹکا کر آنکھیں موند گئی تھی۔محمد خان ڈرائیو کررہا تھا جبکہ فرنٹ سیٹ پر اس کے ساتھ بیٹھا موسیٰ گاہے بگاہے بیک ویو مرر سے منتہیٰ کے نظر آتے چہرے کو دیکھتا رہا تھا۔منتہیٰ سے اسے اتنی نفرت تھی کہ وہ کبھی بھی اس کے بارے میں مثبت رائے نہیں رکھ سکتا تھا مگر آج کی تقریب میں

جس طرح اسے ہاتھوں ہاتھ لیا تھا، قدم قدم پر سراہا گیا تھا موسیٰ بھی چونک گیا تھا، اور پہلی بار اسے منتہیٰ کے وجود کی ساری خوب صورتی بڑے خوب صورت انداز میں متاثر کررہی تھی۔اس کے لمبے گھنے بال، خوب صورت متناسب سراپا، سروقد اور ہیرے کی لونگ سے دمکتی ستواں

ناک جو اس کے مغرورانہ سراپا کو اور بھی نمایاں کردیتی تھی۔وہ پہلی بار بڑے غور سے اس کے خدوخال کا ناصرف جائزہ لے رہا تھا بلکہ اس کا یہ روپ سروپ بڑے غیر محسوس انداز میں اس کے دل کے تاروں کو بھی چھیڑ رہا تھا۔منتہیٰ سے اس کا صرف ایک ہی رشتہ تھا نفرت کا رشتہ، وہ کسی اور تعلق کو نہ مانتا تھا اور نہ ہی قبول کرتا تھا۔محض منتہیٰ کی زندگی اجیرن کرنے، اسے سخت سے سخت سزا دینے کو وہ اس کے ساتھ ہر برا رویہ رکھنے پر خود کو حق بجانب سمجھتا تھا تو پھر اب دل کے اندر یہ اک نیا احساس کیونکر تھا۔

گھر واپس آکر وہ بیڈروم میں چلی آئی تھی۔پہلے دن سے وہ اسی بیڈروم میں تھی۔رات وہ بیڈروم میں ہوتی تھی تو موسیٰ ہال کمرے کے صوفے پر...

دونوں کے درمیان یہ معمول خودبخود بندھ گیاتھا۔دوپٹا بیڈ پر ڈال کر آئینے کے سامنے کھڑی وہ کانوں سے ٹاپس اتار رہی تھی کہ موسیٰ کو کمرے میں داخل ہوتے دیکھ کر سٹپٹا کر رہ گئی۔وہ جب سے یہاں تھی موسیٰ کو ہال کمرے میں سوتے دیکھ کر سمجھی تھی کہ شاید اس کے اندر کچھ انسانیت پیدا ہوگئی ہے مگر اب اسے پھر روم میں دیکھ کر اس کا چہرہ تاریک ہواتھا۔آگے بڑھ کر دوپٹا اٹھا کر دوبارہ سے کندھوں پہ پھیلالیا۔موسیٰ لباس لے کر باتھ روم میں چلاگیا تووہ گم صم کھڑی رہی۔موسیٰ دوبارہ کمرے میں لوٹا تو اسے گم صم کھڑے دیکھ کر چونکا۔اس نے بھی موسیٰ کو دیکھااور پھر نگاہیں جھکالیں۔وہ باہر جانے کی بجائے بستر پر دراز ہوگیا تھا۔

"آج کھڑے کھڑے سونے کاارادہ ہے کیا...؟"" اسے اسی طرح کھڑے دیکھ کر موسیٰ نے ٹوکا۔انداز سخت تھا۔وہ خاموشی سے لباس بدل کر بستر پر چلی

آئی۔موسیٰ کو چت لیٹے خوفزدہ نظروں سے دیکھتے اس نے آنکھوں پر بازو رکھ لیا۔

...☆☆☆...

دن اپنی مخصوص رفتار سے گزر رہے تھے۔اگلے ماہ رمضان شروع ہوجانا تھا' درمیان میں چند دن باقی تھے اسے یہاں آئے بھی ایک ماہ ہونے والا تھا۔ان دنوں کا خوشگوار واقعہ عیشہ اور جہاں زیب کی آمد تھی وہ ہنی مون ٹرپ پر ایبٹ آباد آئے ہوئے تھے چند دن ان کے ہاں بھی ٹھہرناتھا۔عیشہ اور بھائی کو دیکھ کر منتہیٰ خوش ہوگئی تھی۔جہاں زیب اور موسیٰ کی آپس میں شادی سے پہلے کافی دوستی تھی۔جہاں زیب کے آنے کا موسیٰ پر اچھا اثر پڑا تھا۔وہ اب جلد گھر آنے لگا تھا اور جہاں زیب اور عیشہ کہیں نہ کہیں گھومنے پھرنے کا پروگرام بنالیتے تو دونوں کو بھی ان کا ساتھ دینا پڑتاتھا۔آج بھی مغرب کے قریب وہ لوگ قریبی ٹیلے پرآئے ہوئے تھے۔موسیٰ قریبی دکان سے عیشہ کی

فرمائش پر کچھ کھانے کو لینے گیا ہوا تھا۔جہاں زیب ان کوایک طرف بیٹھتے دیکھ کر نیچے کی طرف چلا گیا تھا۔

”منتہیٰ موسیٰ بھائی کے رویے میں کچھ بہتری آئی ہے؟ مجھے تو وہ شادی کے بعد والے موسیٰ بھائی سے خاصے بہتر لگ رہے ہیں۔“

اِدھر اُدھر کی باتوں کے دوران ایک دم عیشہ نے کہا تووہ چپ کرگئی۔

”پتا نہیں... مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا... میرے دل میں پہلے اس شخص کے لیے کوئی احساس نہ تھا رہی سہی کسر بعد میں اس کے رویوں نے پوری کردی۔ اب تو کوئی جگہ بنے دل میں ناممکن سی بات ہے۔“ منتہیٰ کے انداز پر عیشہ تڑپ اٹھی تھی۔

”تمہیں اباجی نے فون کرکے ساری صورت حال بتائی تو تھی۔وہ نتاشا لوگوں کے انکار اور پھراباجی کے رویوں سے بگڑے ہوئے تھے اور ساراغصہ لامحالہ تم پر ہی نکالنا تھا انہوں نے۔“

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

”بہت غلط کیا چاچاجی نے... اپنی زبان کی پاسداری کاانہیں اتنا احساس تھا تو موسیٰ کی زبان کا بھی خیال کرتے... یہ شخص میرے ساتھ جیسا بھی سہی مگر اس لڑکی کے ساتھ خوش تو رہتا۔ایک انکار سے کم از کم اتنی اذیت تو نہ میں سہتی۔اس نے اپنی ساری نفرت مجھ پر نکالی' میرا تو سرے سے قصور تھاہی نہیں۔وہ اب تک سمجھتا ہے کہ نتاشا لوگوں کے انکار اور زہراباجی کے ذریعے چاچاجی کو ورغلانے والی میں ہوں۔خدا کی قسم! میں نے تو کبھی ایسا سوچا بھی نہ تھا۔موسیٰ سے بس اختلافات ضرور تھے مگر اس سے شادی کرنے یااس کی زندگی میں داخل ہونے کا کبھی گمان تک دل میں نہ لائی۔اگر میرے بس میں ہوتا تو کبھی اس سے شادی نہ کرتی۔“ وہ بات کرتے کرتے ایک دم رودی اورعیشہ کی فرمائش پر کھانے پینے کا سامان لے کر آتا موسیٰ الٹے قدموں واپس پلٹ گیا۔

...☆☆☆...

وہ کئی راتوں سے سونہیں پایا تھا۔وہ سو تو تب سے ہی نہیں پایا تھا جب سے منتہیٰ نام کی اذیت اس کے مقدر میں لکھی گئی تھی اور پھراس سے شادی اور بعد کے اپنے سلوک نے اسے خود سے ہی اس قدر برگشتہ کردیا تھا کہ وہ مسلسل کئی ماہ تک دوبارہ گھر نہ جاسکا تھا اور پھر گیا بھی تو وہی نفرت پھر سے عود کرآئی تھی۔منتہیٰ پاس تھی تووہ اس کے ساتھ برا سلوک کرنے سے خود کو ہر طرح سے باز رکھتا تھا مگر عیشہ لوگوں کی آمد نے صورت حال بدل دی تھی۔منتہیٰ اور عیشہ کے درمیان ہونے والی گفتگو سن کر وہ اپنی ہی نظروں سے گر گیا تھا۔

”تو منتہیٰ نور اس سارے کھیل میں بے قصور تھی؟“ وہ جوں جوں سوچتا تکلیف بڑھتی جاتی۔موسیٰ نے گردن گھما کر بستر کے دوسرے کنارے پر محو خواب وجود کو دیکھا۔کئی دنوں سے منتہیٰ کا وجود اسے بری طرح

ڈسٹرب کررہاتھا مگر اب تو حد ہی ہوگئی تھی۔اس کی راتوں کی نیندیں تک اڑ چکی تھیں۔اسے شادی کے بعد منتہیٰ سے روا رکھاجانے والا اپنا سلوک یاد آیا

تو نظریں ندامت سے جھک گئیں۔وہ اتنا حقیر انسان ثابت ہوا تھا‘ اسے خود سے نفرت ہونے لگی۔اگر منتہیٰ قصور وار تھی بھی تو اسے کوئی حق نہیں تھا کہ اسے اتنی بڑی سزا سناتا اور اب ...؟

منتہیٰ نے کروٹ بدلی تھی۔موسیٰ نے گردن موڑ کر دیکھا‘ اس کا خوب صورت سراپا نگاہوں کے سامنے تھا۔لمبے بالوں کی چوٹی بستر پر پڑی ہوئی تھی۔مخروطی ہاتھ کی انگلیاں ...! اس نے آہستگی سے اس کی انگلیوں کو چھوا۔ ہاتھ کا گدازمنتہیٰ کے ہاتھ پر ٹھہرا تو اس نے سرعت سے ہاتھ کھینچ لیا اور لائٹ بند کرتے کمرے سے نکل آیا۔

رات کا ایک بج رہا تھا مگر سکون ندارد تھا۔

ساتھ والا کمرا عیشہ اور جہاں زیب کے لیے سیٹ کیا گیاتھا۔لائٹ روشن تھی‘ قریب سے گزرتے اندر سے آوازیں سن کر وہ رک گیا۔

” زیبی! آپ موسیٰ بھائی کو سمجھائیں نا پلیز!“ عیشہ کی آواز پر وہ چونکا۔

"دیکھو میں اس طرح کیسے سمجھا سکتا ہوں؟ منتہیٰ کا بھائی ہوں۔موسیٰ سے لاکھ بے تکلفی سہی مگر ایک بھائی بھی ہوں۔آپا زہرا نے جس طرح کے حالات سے آگاہ کرکے ہمیں یہاں بھیجا ہے ایسے عالم میں موسیٰ کو چھیڑنا نری حماقت ہے۔یہاں آکر ساری صورت حال کاجائزہ لینے کے بعدمیرا تو دل چاہ رہا ہے کہ میں منتہیٰ کو سیدھا ساتھ لے جائوں۔ناحق چاچاجی نے موسیٰ کے ساتھ ساتھ ہماری بہن کو بھی خوار کروادیا۔میں تو صاف کہوں گا۔کہ سارا قصور تمہارے اباجی کا ہے۔جب وہ کسی اور لڑکی کو پسند کرتا تھا تو سیدھے سادے طریقے سے اباجی سے بات کرکے رشتہ ختم کردیتے۔اگر رشتہ کرنا بھی تھا تو موسیٰ کو سمجھانے اور منانے کے بہت سے طریقے تھے۔لے کے ہماری پھولوں جیسی بہن رول دی ہے۔وہ شادی سے انکاری تھی' میں تو یہی سمجھتا رہا کہ اس کے موسیٰ سے متعلق محض وقتی اختلافات ہیں۔شادی ہوگی تو حالات درست ہوجائیں گے مگر شادی کے بعد موسیٰ کا تین ماہ تک پلٹ کر خبر نہ لینا اور واپس آیا بھی تو چاچا جی نے ایک اور زیادتی کرڈالی۔زبردستی منتہیٰ کو ساتھ روانہ کردیا۔اس طرح بھلا حالات سدھرتے ہیں؟ مجھے ساری

صورت حال دیکھ دیکھ کر بہت دکھ ہو رہا ہے۔" جہاں زیب کی دکھ سے بھرپور آواز سن کر موسیٰ ششدر رہ گیاتھا۔یعنی ہر کوئی اصل حالات سے بے خبر تھا۔اس نے سختی سے لب بھینچ کر وہاں سے قدم ہٹالیے تھے۔

...☆☆☆...

وہ دو تین دن مزید رکے تھے۔تیسرے دن وہ لوگ جانے کو تیار تھے۔موسیٰ سے جہاں زیب نے منتہیٰ کو بھی ساتھ لے جانے کی بات کی تووہ چونک کر جہاں زیب کو دیکھنے لگا۔

"کیوں ...؟" اگر جہاں زیب کی گفتگو نہ سنی ہوتی تو فوراً منتہیٰ کو بھیجنے پر شکر ادا کرتا بلکہ خوش ہوتا مگر اب ...!

"بھئی ہماری بہن ہے' وہ جانا چاہتی ہے' کچھ دن کے لیے ویسے بھی میرا نہیں خیال کہ اس کی غیر موجودگی میں تمہیں کوئی فرق پڑنے والا ہے۔" موسیٰ نے دیکھا جہاں زیب کے تاثرات کچھ طنزیہ لگے تھے۔

اگر نقصان منتہیٰ کو ہوا تھا تو اتنا ہی شدید بلکہ اس سے زیادہ تکلیف دہ صورت حال اس نے خود بھی برداشت کی تھی، ایسے میں جہاں زیب کا رویہ ناگوار گزرا تھا۔

"اوکے، لے جائو۔" اس نے نارمل انداز میں کہہ دیا تھا تو جہاں زیب نے لب بھینچ کر عیشہ کو دیکھا جو نظریں جھکا گئی تھی۔منتہیٰ نے شکر کا سانس لیا کم از کم چند دن کے لیے وہ اس قید سے اس شخص سے دور رہنا چاہتی تھی۔

"منتہیٰ تم پیکنگ کرلو، شام کو ہم نکل چلیں گے۔ایک ماہ بہت ہوتا ہے۔تیار ہوجائو۔" وہ فوراًسرہلاتی کمرے میں چلی گئی تھی۔

...☆☆☆...

وہ گائوں آئی تو دوسرے دن ہی روزے شروع ہوگئے تھے۔وہ ہفتہ اماں کے ہاں رہی اور پھر چاچامنیر اور چچی اسے آکر اپنے ہاں لے آئے۔رات افطاری کے بعد ساجدہ بھابی کے ساتھ کچن سمیٹ کر وہ بھابی کے ساتھ ہی اپنے کمرے میں جانے کے لیے نکلی تھی۔صبح سے اس کی طبیعت عجیب مضمحل سی

تھی۔بھابی کے ساتھ چلتے اسے بڑے زور کا چکر آیا تھا۔اس نے فوراً بھابی کا بازو تھام کر خود کو گرنے سے روکا۔

"کیا ہوا منتہیٰ! ٹھیک تو ہو؟" اس کے وجود کو سنبھالتے ساجدہ بھابی ایک دم پریشان ہوئی تھیں۔

"کچھ نہیں بس چکر سا آگیا تھا۔میں ٹھیک ہوں۔" اس نے مسکرا کر کہا،مگر چہرے کی زردی نظر انداز کی جانے والی نہ تھی۔وہ اس کا ہاتھ تھامے اس کے کمرے میں چلی آئیں۔

"چکر کیوں آیا بھئی!"انہوں نے اس کے ساتھ ہی بستر پر بیٹھتے پوچھا تووہ ہنس دی۔

"ہوسکتا ہے کمزوری ہوگئی ہو اتنی گرمی میں روزے آئے ہیں۔میری کیا ہر ایک کی یہی حالت ہو رہی ہے۔کئی دن سے یہ حالت ہے، اماں کے ہاں بھی ایک دو دفعہ چکرا کر گرنے والی ہوگئی تھی۔"بھابی نے بغور اسے دیکھا۔

"ایبٹ آباد کتنے دن رہ کر آئی ہو؟" انہوں نے پوچھا تو اسے موسیٰ یاد آیا۔اس نے لب بھینچ لیے اور بھی نجانے کیا کچھ یاد آگیا تھا۔

"ایک ماہ۔"

"صبح اماں کو ضرور بتانا۔میرا خیال ہے ڈاکٹر سے چیک کروالو۔ہوسکتا ہے کوئی خوشخبری ہو۔" انہوں نے اپنی طرف سے اس کے ساتھ شرارت کرنا چاہی تھی مگر منتہیٰ تو مارے حیرت وپریشانی کے گنگ رہ گئی۔بھابی کی بات کامطلب وہ صاف سمجھ گئی تھی۔

"ایسی کوئی بات نہیں۔"نگاہیں چرا کر اس نے انکار کیا تو بھی بھابی اسے مسکراتی نگاہوں سے دیکھتی رہی تھیں۔پھر بھابی تو اپنے کمرے میں چلی گئی تھیں مگر اس کے اندر اک وحشت اترتی چلی گئی۔جہاں زیب اور عیشہ اسے ساتھ تو لے آئے تھے مگر اسے لگ رہاتھا کہ اس کاسارا دھیان وہیں ایبٹ آباد میں ہی رہ گیاہے۔موسیٰ سے اسے لاکھ نفرت سہی مگر اس کے دل میں

موسیٰ سے علیحدہ ہونے کا ابھی تک خیال نہ آیا تھا۔وہ صبح جب چاچااور چاچی کے ساتھ لوٹ رہی تھی تو جہاں زیب نے روک لیا تھا۔

"اماں ابانے جو زبردستی کی اور چاچاجی نے موسیٰ کے ساتھ جو رویہ رکھا' اس کا نتیجہ اب سامنے ہے۔موسیٰ کے دل ودماغ میں کوئی اور لڑکی ہے' وہ زبردستی بھی تمہیں اپنے گھر میں بسالے تو بھی کیا گارنٹی ہے کہ اس کے دل ودماغ میں تمہارے لیے کوئی گنجائش بھی پیدا ہوجائے۔منتہیٰ! ساری زندگی کی خوشیوں کا سوال ہے تمہارے پاس ایک راستہ ہے میں ہر حال میں تمہارا ساتھ دوں گا۔اب تو اماں اور ابا کو بھی چاچامنیر کی غلطی جان کر اپنے رویوں کا احساس ہوگیا ہے۔ہم سب تمہیں اکیلے نہیں چھوڑیں گے' تم جو بھی فیصلہ کروگی ہم تمہارا ساتھ دیں گے مگر ایسا فیصلہ کرنا جس میں سب کی بہتری ہو۔تم اچھی طرح سوچ لو' اگر موسیٰ کے ساتھ نباہ کرنا مشکل ہے تو ابھی سے ہی اس تعلق کو ختم کیا جاسکتا ہے۔" اور اب کمرے کی تنہائی میں ان باتوں کو یاد کرتے اسے بھابی کی چھیڑخانی بھی یاد آرہی تھی۔وہ اسے بھابی کی

شرارت ہی سمجھتی تو بھی اس کے دل میں خوف سا پیدا ہوگیا تھا۔اس نے سوچا کل گھر جائے گی تو اماں سے بھی بات کرے گی۔

...☆☆☆...

بھابی ساجدہ کا شک درست نکلا تھا۔دونوں گھروں میں اس کے وجود کے اندر پنپنے والی خوش خبری سن کر جہاں خوشی دوڑ گئی تھی' وہیں وہ گم صم سی ہوگئی تھی۔حتیٰ کہ جہاں زیب اور اماں ابا بھی سن کر مطمئن ہوگئے تھے کہ شاید اب موسیٰ اپنی اولاد کی وجہ سے ہی اس کے ساتھ تعلق داری کا نئے سرے سے جائزہ لے لے' شاید اب کوئی گنجائش نکل آئے اور حالات بہتر ہوجائیں۔دن اسی رفتار سے گزررہے تھے۔روزوں کی وجہ سے ہر کوئی عبادت اور سحری وافطاری کی مصروفیات میں الجھا ہوا تھا۔اماں نے فون کرکے موسیٰ کو اطلاع کردی تھی۔اس کا کیا ردعمل تھا' کوئی اندازہ نہ ہوسکا نا ادھر سے اس نے کوئی رابطہ کیا نا ہی اس نے فون کرکے اس خوش خبری کی تصدیق چاہی۔منتہیٰ جو کہ اس خوش خبری کے بعد کچھ حد تک اپنے ذہن کو نفرت

کے جذبات سے نکال کر مثبت سوچ کی طرف گامزن ہونے والی تھی موسیٰ کے اس رویے پر پھر اپنی جگہ ساکت سی رہ گئی۔

دن رات کے اسی چکر میں الجھتے' دن رات کرتے آخری عشرہ شروع ہوا تو منتہیٰ کے دل سے ہر امید ختم ہوگئی۔سمجھوتا کرنے کا ہر احساس بے حس ہونے لگا۔

وہ اماں کے ہاں افطاری کے بعد آئی تو بھابی زہرا پوچھنے لگیں۔

''موسیٰ نے کوئی فون کیا؟'' اس نے انہیں ایک نظر دیکھ کر گردن نفی میں ہلادی۔انہیں اس پر بڑا رحم محسوس ہوا۔شادی کے بعد لڑکی ذات کی ساری انا' مٹ کر فنا ہوجاتی ہے۔اس کی ساری توجہ ومحبت' محبت کے حصار میں سمٹتے اپنے شوہر اور اس کے گھر تک منتقل ہوجاتی ہے۔مگر موسیٰ کی بے حسی منتہیٰ کے اندر کی نرم ونازک احساسات کی مالک لڑکی کو مسلسل مارے دے رہی تھی' ہر رات کا اختتام اس کی امید کا اختتام تھا گویا' پھر کس کس کے سامنے اپنی ندامت کا اقرار کرتی۔

"فکر نہیں کرو منتہیٰ، عید پر اس نے آنا ہی ہے نا! خوب لڑ جھگڑ کر دل کی بھڑاس نکالنا۔اتنی پیاری بیوی سے وہ بھلا کب تک منہ موڑے بیٹھا رہے گا۔" انہوں نے ساتھ لگا کر اسے تسلی دینا چاہی تھی مگر منتہیٰ کو لگا اس کے زخموں پر نمک پاشی کی گئی ہے۔وہ چند لمحے وہاں بیٹھی تھی پھر ہر ایک کے منہ سے ایک ہی سوال سن سن کر وہ وہاں سے چلی آئی۔

آخری عشرہ تھا وہ خشوع وخضوع سے عبادت میں مصروف ہو کر دل کی وحشت واضطراب کا حل ڈھونڈنے لگی اور کسی حد تک مطمئن بھی ہوگئی۔ستائیسویں کے بعد تو ہر ایک عید کی تیاریوں میں لگا ہوا تھا۔دونوں طرف سے اسے عیدی ملی تھی۔سوٹ، کپڑے، زیورات دیگر اشیاء سمیت ہر چیز تھی۔سب کا خیال تھا کہ موسیٰ دو دن پہلے آجائے گا مگر انتظار، انتظار ہی رہا۔حتیٰ کہ چاند رات آپہنچی۔

عیشہ رات تک ادھر ہی تھی۔اس نے اس کے منع کرنے کے باوجود اس کے ہاتھ پائوں میں بھر بھر کر خوب صورت انداز میں مہندی لگائی تھی۔وہ لوگ

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

پرامید تھے کہ رات گئے تک بھی موسیٰ آجائے گا، مگر اسے کوئی امید نہ تھی۔سب گھر والوں کو وہیں بیٹھا چھوڑ کر وہ اپنے کمرے میں آگئی۔مہندی کچھ حد تک سوکھ گئی تھی۔وہ لائٹ آف کیے لیٹ گئی۔بستر پر لیٹتے ہی اس کی آنکھ سے ایک قطرہ پھسل کر اس کے بالوں میں جذب ہوگیا تواس نے لب بھینچ کر اپنی سسکیوں کا گلا گھونٹ دیا۔

...☆☆☆...

صبح کے وقت اک افراتفری سی مچی ہوئی تھی۔ہر کوئی نہانے دھونے اور تیار ہونے میں مگن تھا۔وہ صبح صبح فجر کی نماز پڑھ کر کچن میں چلی آئی تھی۔میٹھا تیار کرکے اس نے پلیٹوں میں ڈال کر بھابی کے چھوٹے کے ہاتھ محلے کے سب گھروں میں بھجوایا اور پھر باقی سب کے کھانے کے لیے دستر خوان لگوا کر وہ خود بھی فٹافٹ تیار ہونے اپنے کمرے میں چلی آئی۔کمرے میں بکھری چیزیں دیکھ کر حیران ہوئی۔ڈریسنگ پر پرفیومز اور دوسری کاسمیٹک کی چیزیں

بے ترتیب تھیں جبکہ وہ کمرے سے نکلی تھی تو ہر چیز سیٹ کرکے گئی تھی۔ سر جھٹکتے وہ واش روم میں چلی آئی تو دیکھ کر الجھی' صاف لگ رہا تھا کہ اس کو چند منٹ پہلے کسی نے خوب دل کھول کر استعمال کیا ہے۔شاور سے ٹپکتے قطرے ' شاید گھر کا کوئی فرد اس کے باتھ روم میں نہا کر گیا تھا پھر وہ ابھی تیار ہو رہی تھی کہ عیشہ کی چہکتی آواز سنائی دی۔

"منتہیٰ!"

"آجاؤ' اندر ہی ہوں۔"

"ابھی تک تیار نہیں ہوئی ہو سب عید گاہ جارہے ہیں۔جلدی کرو' وقت کم ہے۔مجھے جہاں زیب نے بھیجا تھا کہ تمہیں لے آؤں۔یہ سب بعد میں آجائیں گے۔"

"بس ایک منٹ۔" بالوں کو کیچر میں جکڑتے اس نے فٹافٹ چادر اوڑھی۔

"زیور تو پہن لو۔" عیشہ نے ٹوکا تو وہ سر جھٹک گئی۔میک اپ کے نام پر صرف لپ اسٹک استعمال کی تھی اس نے۔"رہنے دو... ٹائم نہیں ہے۔" بے

دلی سے انکار کرکے وہ اس کے ساتھ اماں کو بتا کر نکل آئی تھی۔عید کی نماز کے بعد وہ جہاں زیب وغیرہ کے ہمراہ پہلے اپنے گھر گئی تھی' اماں ابا' بھابیوں بچوں اور بھائیوں سے مل کر ایک گھنٹہ وہاں گزار کر وہ اپنے گھر آئی تو اماں کے کمرے سے سب کے بولنے کی آوازیں آرہی تھیں لگتا تھا سب وہیں جمع تھے' وہ بھی ادھر چلی آئی۔

"کیا ہو رہا ہے بھئی' بڑا شور ہو رہا ہے؟" اس نے اندر داخل ہو کر مسکرا کر پوچھا تو سب نے ہی پلٹ کر اسے دیکھااور وہ اماں ابا کے درمیان موسیٰ منیر کو بیٹھا دیکھ کر ساکت رہ گئی۔"تو آگیا یہ شخص !" وہ حیران ہو کر اسے دیکھ رہی تھی تو ایک دو پل اس نے بھی اسے دیکھا تھا۔پھر وہ سنبھل کر باقی لوگوں کی طرف متوجہ ہوئی۔

"عید مبارک اماں!" وہ آگے بڑھ آئی تھی'اماں سے مل کر ابا سے پیار لے کر نواز بھائی اور بھابی کو مبارک باد دے کر وہ وہاں سے نکل کر اپنے کمرے

میں آگئی۔بستر پر گم صم انداز میں بیٹھی تو آنکھوں میں نمی آتی چلی گئی اور پھر وہ ہاتھوں میں چہرہ چھپائے خوب روئی۔

”منتہیٰ!“ اس پکار پر اس نے تڑپ کر آنے والے کو دیکھا۔کیسی شکایت تھی اس کی برستی آنکھوں میں... کیسا شکوہ مچل رہا تھااس کے کانپتے ہونٹوں پر...! موسیٰ کے اندر کا اضطراب مزید بڑھا۔”کیسی ہو؟“ اس کے ساتھ ہی بستر پر ٹکتے وہ بڑے نڈھال سے انداز میں پوچھ رہا تھا۔منتہیٰ نے ایک نظر اسے دیکھا اس کی پوری زندگی کو سزا بنادینے کا دعویٰ کرنے والا اس وقت خود قابل رحم لگ رہا تھا۔عجب شکست خوردہ انداز تھا۔

”زندہ ہوں...“ منتہیٰ کے لبوں سے نکلے لفظ موسیٰ کو لگا بار ندامت بڑھ گیا ہے۔

”منتہیٰ! میں بہت ہمت کرکے یہاں تک پہنچا ہوں۔میں جو بھی سلوک تمہارے ساتھ روا رکھ چکا ہوں اس پر کوئی بھی لفظ نہیں کہوں گا۔سچ تو یہ ہے کہ میں خود اپنی نظروں سے گرچکا ہوں۔قصور وار ابا تھے یا جو بھی تھا‘

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

مجھے کوئی حق نہیں پہنچتا تھا کہ میں اپنی شکست کا تاوان تم سے حاصل کرتا۔ تمہارا مجرم ہوں‘ تمہارا سامنا کرنے کی ہمت اور جرات نہیں تھی۔اب آیا بھی ہوں تو صرف اپنے جرم کااقرار کرنے...“ دھیمے لب ولہجے میں انتہائی شکست خوردہ انداز میں وہ اپنی غلطیوں کا اعتراف کرتے اپنے تمام غلط رویوں کو قبول کررہا تھا۔منتہیٰ نے تمام آنسو صاف کرلیے‘ تاہم بولی کچھ بھی نہیں۔

”میں نے کبھی تم سے نفرت نہ کی‘ پتانہیں کیا وجہ تھی کہ میری کبھی تم سے نہ بنی۔میں اب سوچتا ہوں تو ایسی کوئی خاص وجہ بھی نظر نہیں آئی تھی جو ہمارے درمیان اختلافات کی بنیاد بنتی‘ اس کے باوجود اماں ابا کے بار بار کہنے پر بھی میں نے تمہیں کبھی شریک سفر کے طور پر قبول نہ کیا‘ نہ سوچا‘ نتاشا بہت اچھی لڑکی تھی۔فاروق میرا دوست تھا اس کی فیملی میری بہت عزت کرتی تھی مگر ابا کی وجہ سے ان لوگوں نے مجھ سے قطع تعلق کرلیا۔ابا نے غلط انداز ہیںان سے بات چیت کی اور ان لوگوں کے انکار کے بعد میرے انکار کے باوجود تمہارے لیے مجھے راضی کرنا...! ایسے میں مجھے یہی لگتا تھا کہ اس سارے قصے کی ذمہ دار ہی تم ہو۔میرے اپنے مفروضے اور غلط

فہمیاں تھیں مگر منتہیٰ تمہارے ساتھ برا سلوک روا رکھ کر میں بھی سکون سے نہیں رہا۔ہر آن، ہر لمحے اضطراب کی بھٹی میں جلا ہوں۔اپنے ہی ضمیر کی عدالت نے مجھے کئی بار سزا سنائی ہے۔نتاشا والا باب تو اسی وقت ختم ہو گیا تھا مگر میری شکست تھی جو مجھے اتنا گھناؤنا روپ دے گئی۔" منتہیٰ خاموشی سے سامنے ڈریسنگ کے آئینے کی طرف دیکھے گئی وہاں سر جھکائے بیٹھے موسیٰ کا عکس واضح تھا۔موسیٰ نے سر اٹھا کر اسے دیکھا تو وہ نظر پھیر گئی۔"میں کوئی وضاحت نہیں دے رہا۔اپنے تمام گناہوں اور غلط رویوں کو قبول کرتے تمہارے سامنے ہوں۔جب سے اماں نے فون کر کے وہ خوشخبری سنائی ہے یقین مانو میں تو اپنی ہی نظروں سے گر گیا ہوں۔تمہارا سامنا کرنے ،تم سے بات کرنے کی ہمت ہی نہ تھی۔کئی بار کال ملائی اور پھر ڈراپ کر دی۔اتنا برا سلوک کرنے کے بعد تم سے بھلا کہتا بھی تو کیا...؟"

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"تو اب کیا لینے آئے ہیں؟" اس نے چٹختے ہوئے پوچھا۔اسے بڑا انتظار تھا کہ کبھی تو موسیٰ کو اپنے غلط رویوں کا احساس ہو گا، کبھی تو وہ اپنی غلطیوں کو قبول کرے گا اور اب جب وہ یہ سب کر رہا تھا تو اسے ذرا بھی اچھا نہ

لگا تھا۔موسیٰ نے منتہیٰ کو دیکھا۔روتی سرخ آنکھوں میں جھانکا تو وہ فوراً نظریں جھکا گئی۔ہاتھوں کو مسلتے اس نے ایک بار پھر موسیٰ کو دیکھا۔"میں نے ہر پل ہر لمحے انتظار کیا، ہمارے درمیان جو بھی ہوا، اس نے مجھے تم سے نفرت کرنا سکھائی تھی اور میں نے ہر آن ہر پل تم سے نفرت کی مگر موسیٰ! تم سے تمہارے سلوک سے، تمہارے غلط رویوں سے نفرت کرتے کرتے میں نے ایک مشرقی عورت کی طرح تم سے امیدیں وابستہ کر لیں۔اپنے دل کو نفرت کرنے کے ساتھ ساتھ تمہارے ساتھ عمر بھر کا عذاب جھیلنے کو آمادہ کرنے لگی۔پچھلا ایک ماہ اور یہ سارا رمضان میں نے تم سے نفرت کرتے گزارا مگر درحقیقت اس نفرت کے تعلق میں ہیںنے ہر آن ، ہر لمحے تمہیں محسوس کیا اور اسی محسوس کرنے نے مجھے ہرا دیا۔اگر ہمارے درمیان

یہ خوش خبری نہ ہوتی تو خدا کی قسم میں اب تک کوئی انتہائی فیصلہ کر چکی ہوتی۔" وہ ایک دفعہ پھر رودی تو موسیٰ نے بڑے ضبط کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کا ہاتھ تھام لیا اور وہ مزید سسکی۔

"آئی ایم سوری منتہیٰ!" اس کے دونوں ہاتھوں کو تھام کر وہ معافی مانگنا چاہتا تھا مگر منتہیٰ ایک دم بے اختیار اس کے کندھے پر پیشانی ٹکا کر پھوٹ پھوٹ کر روئی۔"تم بہت برے ہو موسی! بہت برے..." وہ سسکتی رہی۔"میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی۔ تمہیں اتنے دن گزرنے کے بعد اپنی اولاد کا بھی خیال نہ آیا۔" روتے روتے ایک دم سر اٹھا کر موسیٰ کو سوالیہ نظروں سے دیکھا تو وہ شرمندہ سا ہو گیا۔

"اتنا رلایا تم نے مجھے، بغیر کسی قصور کے مجھے سزا دی۔کوئی یوں بھی کرتا ہے؟" وہ سب گلے شکوے بہا دینا چاہتی تھی۔موسیٰ نے آہستگی سے اس کے گرد بازو لپیٹ کر اسے دل کھول کر رونے دیا۔"کب آئے تھے تم...؟" خوب رو کر دل کی بھڑاس نکال کر سیدھی ہو کر اس کو دیکھا۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"رات گئے لوٹا تھا۔تم کمرا بند کیے سو گئی تھیں پھر میں تمہیں بے آرام کرنے کے خیال سے اماں کے پاس ہی لیٹ گیا تھا۔صبح تم مصروف تھیں، کچھ ایکدم تمہارے سامنے آنے کی ہمت ہی نہ تھی۔سو آرام سے تمہیں کام کرنے دیا۔باقی سب کو بھی منع کر دیا کہ تمہیں نہ بتائیں۔" وہ کہہ رہا تھا تو اس نے ایک گہرا سانس لیا۔

"تو پھر میں امید رکھوں کہ تم مجھے معاف کر دو گی...؟" منتہیٰ کے رویوں نے اسے کافی حوصلہ دیا تھا اسی لیے کچھ اطمینان سے کہہ رہا تھا۔

"ایسے کیسے اتنی جلدی معاف کر دوں؟ میرے ساتھ جو اتنا برا سلوک کیا، مجھے ساری عمر سزا دینے کے دعوے کیے، وہ سب بھولنے والا ہے کیا؟" اسے مطمئن ہوتے دیکھ کر اس نے خفگی سے کہنا چاہا تو اس نے ایک دم اس کے سامنے ہاتھ جوڑ دیئے۔

"اب بھی معاف نہیں کرو گی کیا؟" بڑی سنجیدگی سے کہہ رہا تھا۔منتہیٰ کے ہونٹوں پر پہلی بار ایک خوب صورت سی مسکراہٹ پھیل گئی۔

"نہیں، بالکل نہیں!" دونوں ہاتھوں کو جدا کرتے شرارت سے کہا تو وہ بھی مسکرادیا۔

"بڑی پیاری مہندی لگائی ہوئی ہے۔ بڑا گہرا رنگ ہے۔" اپنے ہاتھوں میں منتہیٰ کے ہاتھ لے کر وہ کہہ رہاتھا۔ سوٹ کے علاوہ صرف مہندی ہی تھی جو اس کا سنگھار ظاہر کررہی تھی۔ ہلکی سی لپ اسٹک لگائی تھی وہ تو کب کی اتر بھی چکی تھی۔

"منتہیٰ! جو بھی ہوا اسے بھول کر ہم اک نئی زندگی شروع کریں گے۔ میرے دل میں بے شک تمہارے لیے کوئی بھی خاص احساسات نہیں رہے کبھی بھی مگر اب میں کوشش کررہا ہوں اپنی زندگی میں ہی نہیں دل ودماغ میں بھی تمہیں جگہ دوں۔ نتاشا کا تو تصور اسی وقت ختم ہوگیا تھا جب ان لوگوں کی طرف سے انکار ہوا۔ وجہ کچھ بھی سہی تم سے شادی کے بعد کسی اور وجود یا نام کو سوچاہی نہیں۔ نفرت سے ہی سہی مگر تمہیں ہی سوچا۔ تم وہ ایک ماہ جو میرے ساتھ ایبٹ آباد گزار کر آئی تو تمہاری اس ہر آن ہر لمحہ

کی موجودگی نے تمہارے ہونے، تمہارے وجود کا احساس دیا۔ تمہاری بہت سی خوبیاں مجھ پر آشکار ہوئیں اور شکست کا عمل شروع ہوگیا۔ یہ خوشخبری تو بس ایک آخری ضرب تھی میری خود ساختہ انا کو گزارنے کے لیے۔ اب تمہارے سامنے ہوں تو دل وجان سے تمہارا بننے کا اقرار کرتا ہوں کہو، میرا یہ اقرار قبول کروگی نا۔" وہ پوچھ رہا تھا اور منتہیٰ نے اقرار کے طورپر اس کے فراخ وکشادہ سینے پر سر رکھ کر گزشتہ ساری رنجشوں کو بھلا کر اک نئی زندگی کو خوش آمدید کہنے کا پہلا قدم اٹھالیا تھا۔

"شکریہ بہت بہت... تم واقعی بہت اچھی ہو۔" مارے تشکر کے اس کی آواز بوجھل ہوگئی اور اس نے والہانہ پن سے اس کے گرد دونوں بازوئوں کا حصار باندھ کر ایک قیمتی متاع کی طرح اسے خود میں سمیٹ لیا تھا۔

☆☆☆

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

ختم شد

پاکستانی پوائنٹ ڈاٹ کام